۱۲۵ سال بعد

فضائل و کرامات غوث اعظم پر مشتمل نایاب کلام بنام

وسائلِ بخشش

۱۳۰۹ھ

تصنیف لطیف

استاذ زمن شہنشاہِ سخن

برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی نوالحسینی بریلوی

ترتیب و تحقیق

محمد ثاقب رضا قادری

ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی)

فضائل و کرامات غوث اعظم پر مشتمل نایاب کلام بنام
وسائل بخشش
۱۳۰۹ھ
تصنیف لطیف
استاذ زمن شہنشاہ سخن
برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی بوالحسینی بریلوی
محمد ثاقب رضا قادری
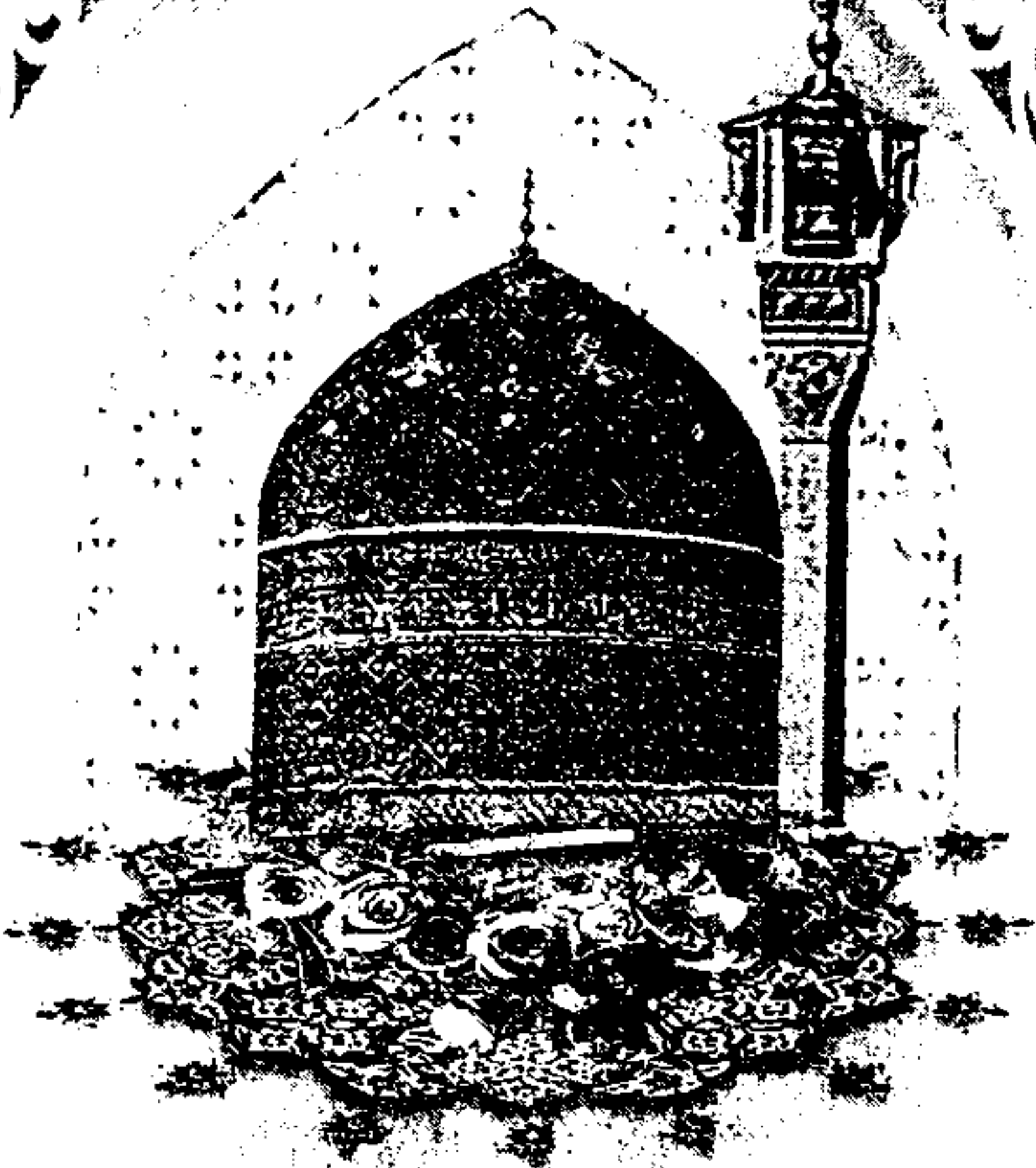
تفصیلات

کتاب	:	وسائل بخشش [1309ھ]
موضوع	:	ذکرِ کراماتِ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ
کلام	:	برادرِ اعلیٰ حضرت اُستاذِ زمن علامہ حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی۔ علیہ رحمۃ اللہ الولی۔
ترتیب جدید	:	محمد ثاقب رضا قادری۔ عفی عنہ۔ (0313-4946763)
نظر ثانی	:	پروفیسر علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی۔ خلیفہ حضور تاج الشریعہ (کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ) مدظلہ العالی
صفحات	:	ایک سو پچیس (125)
اشاعت	:	2012ء......1433ھ
قیمت	:	روپے
کاوش	:	دارالکتاب، لاہور darulkitab11@gmail.com
ناشر	:	مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور

انتساب

سلسلہ قادریہ کے دوعظیم بزرگوں کے نام......

حضرت شاہ خیرالدین محمد ابوالمعالی المعروف بہ شاہ ابوالمعالی لاہوری

اور

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جن کے روحانی تصرفات، علمی تحقیقات سے برصغیر پاک و ہند سے جہالت کے اندھیرے دُور ہوئے اور علم کا نور چہار سُو فروزاں ہوا۔

امیدوار کرم

محمد ثاقب رضا قادری

فہرست

⊙⊙⊙

پیش لفظ

حضرت غوث اعظم سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود شاعر مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبال کے اس شعر کی تصویر مجسم ہے:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور سیدنا غوث اعظم کے زمانہ مبارک سے فیضان ولایت اور برکات طریقت حاصل کرنے میں تمام (اقطاب و نجباء) ان کے محتاج ہوں گے۔ بغیر ان کے واسطے اور وسیلے کے، قیامت تک کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ (مکتوب نمبر 123)

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

در صدق ہمہ صدیق وشی ، در عدل و عدالت چو عمری
اے کانِ حیا عثمان غنی، مانند علی با جود و سخا

حضرت سیدنا شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ شیخ عبدالقادر بادشاہ طریقت اور تمام وجود میں صاحب تصرف تھے۔ کرامات اور خوارق عادات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ید طولیٰ عطا فرمایا تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اولیاء عظام میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و اکمل طور پر نسبت اویسیہ کی طرف رجوع کر کے، وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔" (ہمعات)

"شیخ عبدالقادر جیلانی کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری وساری ہے۔ (تفہیمات الٰہیہ، جلد دوم)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا غوث اعظم کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ کہتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچے کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
جو ولی قبل ہوئے بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

''نظم معطر'' میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نامد ز سلف عدیل عبدالقادر
ناید بخلف بدیل عبدالقادر
مثلش گر از اہل قرب جوئی گوئی
عبدالقادر مثیل عبدالقادر

اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ یہ سب کچھ کیوں نہ کہتے کہ حضرت غوث الثقلین نے خود فرمایا:

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَالِیْ
وَ اَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

''میں حسنی ہوں اور میرا مرتبہ قرب خاص ہے اور میرا پاؤں مردانِ خدا کی گردن پر ہے''
(قصیدہ غوثیہ)

قصیدہ غوثیہ آپ کے چودہ (14) قصائد میں سے ایک ہے۔ ''فتوح الغیب'' میں علم تصوف ومعرفت اور اسرار حقیقت ومعارف قرآنی کے 78 مقالات ہیں۔ ''فتح ربانی'' میں 63 خطبات ہیں۔

حضرت کے مقام ومرتبہ پر گفتگو بزرگان دین اولیاء کرام ہی کا منصب ہے اور انہی نے کی ہے۔ ہم عامیوں کے لیے تو یہ بھی کم نہیں کہ حضرت کی والدہ کا اسم گرامی ''فاطمہ'' ہے۔ آپ کے والد کے نام میں حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسمائے مبارکہ کا اجتماع ہے، آپ کی پھوپھی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہم نام ہیں اور آپ کے نانا جان حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھی حضرت غوث اعظم کی بہت سی منقبتیں کہی ہیں۔ دو (2) تو وسائل بخشش ہی میں شامل ہیں۔ ایک منقبت

کے یہ شعر دیکھیں:

پڑے مجھ پر نہ کچھ اُفتاد یا غوث
مدد پر ہو تری امداد یا غوث

اُڑے تری طرف بعدِ فنا خاک
نہ ہو مٹی مری برباد یا غوث

مرے دل میں بسیں جلوے تمہارے
یہ ویرانہ بنے بغداد یا غوث

مُـــرِیْــدِی لَا تَـــخَفْ فرماتے آؤ
بلاؤں میں ہے یہ ناشاد یا غوث

کھلا دو غنچۂ خاطر کہ تم ہو
بہارِ گلشنِ ایجاد یا غوث

کرو گے کب تک اچھا مجھ بُرے کو
مرے حق میں ہے کیا ارشاد یا غوث

حسنؔ منگتا ہے، دے دو بھیک داتا
رہے یہ راج پاٹ آباد یا غوث

مولانا حسن رضا بریلوی اپنے برادر اکبر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فیض یافتہ اور داغ دہلوی کے تلمیذ خاص تھے۔ مولانا حسرت موہانی (رئیس المتغزلین) نے اپنی گراں قدر تصنیف ''نکاتِ سخن'' میں آپ کے اشعار بطور سند پیش کیے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا فرمان ہے:

''مولانا کافی (کفایت علی شہید) اور حسن میاں کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے۔'' (الملفوظ: حصہ دوم، ص 41 مطبوعہ کراچی)

نام ور اہلِ علم و تحقیق اور نقادانِ فن قرار دے چکے ہیں کہ مولانا حسن رضا خان بریلوی کا کلام ندرتِ خیال، سلاستِ زبان، لطافتِ مضمون، رعنائی فکر کے باعث فصاحت و بلاغت کا خزینہ بن گیا ہے۔ بندش کی چُستی، زبان کی صفائی، صنعتِ تلمیح کے علاوہ دیگر صنائع و بدائع کا بے ساختہ استعمال،

محاورات کا کثیر استعمال اور قریباً ہر شعر میں رعایتِ لفظی کا حسن، پڑھنے والوں کو مسحور کر دیتا ہے۔ کلام حشو و زوائد سے پاک ہے اور تنافرِ جلی و خفی کا شائبہ تک نہیں۔

ایسے استاد شاعر نے، اپنے انہی تخصصات کے ساتھ جب مثنوی کی ہیئت میں حضور غوث پاک کی کرامات کو نظم کیا ہے تو اس نے ''وسائلِ بخشش'' کی صورت اختیار کر لی ہے۔

'وسائلِ بخشش'' میں حمد اور نعت کے بعد ''طلب مئے از ساقیٔ فجستہ پے'' ہے۔ ذکر مولود کے بعد جن عنوانات کے تحت کرامات کو نظم کی جملہ خوبیوں سے مزیّن کیا گیا، یہ ہیں؛

ایام شیر گی میں روزہ رکھنا۔ ایام طفلی میں کھیل کی طرف رغبت کرنا اور ہاتف کی ندا۔ اپنی ولایت کا علم ہونا۔ دایہ کا سوال۔ سفر بغداد اور ڈاکوؤں کا تائب ہونا۔ غوث پاک کا مرید کون؟۔ مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا۔ ابن منصور حلاج کی امداد۔ مجلس وعظ میں حضور کی نگاہ سے بادلوں کا چھٹنا۔ دیدار کی برکت سے عذاب قبر جاتا رہا۔

مثنوی کی صنف میں کرامات غوث اعظم کے اس بیان کے ساتھ ایک نظم ''نغمۂ روح'' [1309ھ] ہے اور دو (2) مناقب ہیں۔ اور آخر میں سیّدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ''نظم معطر'' [1309ھ] ہے۔

''وسائلِ بخشش'' کی ساری شاعری محاسنِ شعری کے جلو میں سادگی و پُرکاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

راجا رشید محمود
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''نعت'' لاہور
10 ربیع النور، 1433ھ

⊙⊙⊙

کلمات تحسین

غفلت و جہالت کے اندھیروں سے علم و آگہی کی روشنیوں کی طرف گامزن اقوام جب اقوام عالم میں اپنے آپ کو سربلند دیکھنے کا عزم مصمم کر لیتی ہیں تو وہ علوم و فنون کی موجودہ بلندیوں کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف کی علمی میراث کے احیاء اور اس سے استفادہ کو بھی ضروری سمجھتی ہیں اور یہ منزل اس وقت روشن تر اور قریب تر ہو جاتی ہے جب اس کی زمام نوجوان نسل سنبھال لیتی ہے۔

منزل کے حصول کی لگن سے سرشار، احساس ذمہ داری کی حامل ایسی ہی نوجوان نسل آج ہمارے درمیان بھی ہے، جس کی صفِ اول میں کام کرنے والوں میں ایک نام ثاقب رضا قادری کا ہے۔ احیائے میراث اسلاف پر مشتمل اس کی کاوشوں میں ایک کاوش ''وسائل بخشش'' کی ترتیب و تحقیق ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان نوجوانوں سے مکمل تعاون کر کے ان کی ہمت اور بندھائی جائے۔

ڈاکٹر سلمہ سیہول

پروفیسر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

17 ربیع الغوث 1433ھ

⊙⊙⊙

تعارف کتاب

وسائلِ بخشش (1309ھ) اُستادِ زمن، شہنشاہِ سخن برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان حسنؔ برکاتی بُو الحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف ہے جس میں حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کا منظوم بیان ہے۔ طباعتِ اُولیٰ نادری پریس بریلی سے 1309ھ میں ہوئی۔ بعدازاں لکھنؤ سے پرنٹ ذوقِ نعت کے بارِ پنجم ایڈیشن کے ساتھ ملحق کردیا گیا۔ بعد میں طبع ہونے والے ذوقِ نعت کے ایڈیشنز سے متعدد کلام خارج کردیا گیا جس کی وجہ سے یہ مثنوی وسائلِ بخشش بھی نایاب ہوگئی۔

ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیبؔ مولانا حسن رضا کی مثنویوں کے متعلق رقمطراز ہیں:

''ان میں قابلِ ذکر مثنوی ''وسائلِ بخشش'' ہے جس میں 602 اشعار ہیں اور نعت کے علاوہ مناقب بھی ہیں۔ اس مثنوی کا انداز مثنوی کی فضا کے مطابق غزل سے اور خاص طور پر داغؔ اسکول کی غزل سے بالکل مختلف ہے، بہ حیثیت مجموعی یہ اعلیٰ درجہ کی مثنوی ہے۔

ذوقِ نعت میں اس کی شمولیت ناروا تھی، اس کو علیحدہ کتابی شکل میں طبع ہونا چاہیے تھا۔''

(ماہنامہ سُنّی دنیا، مولانا حسن رضا نمبر 1994، صفحہ 16)

وسائلِ بخشش میں بصورتِ مثنوی بارگاہِ غوثیت میں استغاثہ پیش کیا گیا ہے اور کچھ کراماتِ غوثیہ کا منظوم ذکر ہے، اس کے علاوہ مولانا حسن رضا ہی کا تحریر کردہ کلام ''نغمۂ رُوح'' (1309ھ) اور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ''نظمِ معطر'' (1309ھ) بھی شامل ہے۔ ''نغمۂ روح'' اب موجودہ ''ذوقِ نعت'' میں شامل ہے اور ''نظمِ معطر'' بھی سیدی اعلیٰ حضرت کے شہرہ آفاق نعتیہ دیوان ''حدائقِ بخشش'' میں شامل ہے۔

وسائلِ بخشش کا آغاز توحیدِ باری تعالیٰ سے ہوتا ہے، حضرت مولانا نے نہایت احسن انداز میں اللہ وحدہٗ لاشریک کی وحدانیتِ حقیقی کو نظم کیا کچھ دیگر صفاتِ اُلوہیت کا بیان کرنے کے بعد حضور ختم المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں مدحت کے گلدستے پیش کیے اور آخر میں سرکارِ غوثیت مآب میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔

اس تمہیدی خطبہ کے بعد سرکار غوث پاک کی گیارہ (11) عدد کرامات کا منظوم ذکر کیا اور دو عدد مناقب تحریر کیں اور آخر میں دو عدد نغمات شامل کتاب کئے۔

روایات و کرامات کو نظم کی صورت میں بیان کرنا اہلِ علم حضرات کا معمول رہا ہے اگر اس عنوان پر تحقیق کی جائے تو مبسوط مقالہ تشکیل پا سکتا ہے۔ خانوادہ ء بریلی سے مولانا حسن رضا خان کے برادر اکبر سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے کلام حدائق بخشش میں بعض احوال و مناقب و کرامات غوثیہ کو نظم کیا، مولانا حسن رضا خان کے کلام ذوق نعت میں بھی اس کی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں، پھر ''وسائل بخشش'' کا تو موضوع ہی ذکر احوال غوث پاک ہے۔ اسی ضمن میں ایک بڑا کام مولانا حسن رضا خان کے شاگرد مداح الحبیب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا بھی ہے جو کہ ''برکات قادریت [1338ھ]'' المعروف بہ ''وظیفہء شاہ و گدا'' و ''رضائے آل رسول'' کے تاریخی نام سے طبع ہوا۔ پاکستان میں مکتبہء اعلیٰ حضرت نے اس کو مفتی اکمل قادری (QTV) کی تحقیق کے ساتھ طبع کیا۔ اس قصیدہ کا ذکر کرنا اس لئے ضروری تھا کہ اس میں مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی نے اپنے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے جا بجا اپنے استاذ گرامی مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمۃ کی کتاب ''وسائل بخشش'' سے اشعار بھی نقل کئے بلکہ آخر میں اپنے استاذ گرامی کا نام ذکر کر کے ''وسائل بخشش'' سے تقریباً 26 اشعار شانِ غوث پاک کے منکرین کے لئے بطور تنبیہ نقل کئے۔

ڈاکٹر صابر سنبھلی (مراد آباد، ہند) لکھتے ہیں:

''(وسائل بخشش کی) پہلی تین مثنویات حمدیہ و نعتیہ ہیں جن میں عشق و محبت کے جذبات کی تیز آنچ کے ساتھ اشہب فکر کی وہ جُولانیاں بھی نظر آتی ہیں جو مولانا کو عاشق سے زیادہ شاعر اور شاعر سے زیادہ عاشق ثابت کرتی ہیں۔'' (نعت رنگ، جلد 18، امام احمد رضا نمبر، ص 627)

وسائل بخشش میں ذکر کردہ کرامات غوثیہ میں سے نو (9) روایات شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ (1025ھ۔960ھ) کی مایہ ناز تصنیف ''تحفۃ القادریہ'' (فارسی) میں سے لی ہیں، ایک روایت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (1052ھ۔958ھ) کی اخبار الاخیار سے اور ایک روایت مذکورہ بالا دونوں کتب کے علاوہ ''بہجۃ الاسرار'' از امام شطنوفی میں بھی نہ مل سکی۔ اس لئے اس کی تخریج ہم نے 1283ھ میں طبع ہونے والی ایک کتاب ''مناقب غوثیہ'' از شیخ محمد شہبانی مطبوعہ مطبع گنیش سے کر دی ہے

''تحفۃ القادریہ'' حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر نہایت مستند تصنیف ہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب میں سے تھے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی آپ کے معاصر تھے اور آپ کے نہایت عقیدت مند تھے، اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ سے رُجوع کرتے، اکثر آپ کی زیارت کے لئے لاہور حاضری دیتے۔ 'شرح فتوح الغیب'، شاہ ابوالمعالی ہی کے حکم پر تحریر فرمائی۔ شیخ محقق اپنی کتابوں میں شاہ ابوالمعالی کا ذکر نہایت ادب واحترام سے کرتے ہیں۔ شاہ ابوالمعالی کے نام آپ کے کئی ایک مکتوبات بھی ہیں۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی '' تحفۃ القادریہ'' کی تحسین فرمائی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''تحفہ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا'' (فتاوی رضویہ، جلد 28، صفحہ 430)

مرکز الاولیاء لاہور کے قلب میں واقع مشہور لاہور ہوٹل کے عقب میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

⊙⊙⊙

''وسائلِ بخشش'' کی بازیافت

محترمی ومکرمی علامہ مولانا افروز قادری چریاکوٹی دامت برکاتہم العالیہ کی تحریک پر راقم نے ''کلیاتِ حسن'' کا کام شروع کیا اور مولانا حسن رضا کی تصنیفات کی تلاش شروع کر دی۔ سب سے اول اس کتاب کے لیے راقم نے محترم المقام شیخ اُسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ بدایوں، ہند) سے رابطہ کیا۔ محترم شیخ نے راقم پر خصوصی شفقت فرمائی اور ''کلیاتِ حسن'' کے لیے مولانا حسن رضا کی کچھ نایاب کتب عنایت فرمائیں، جن میں ندوہ کا تیجہ، بے موقع فریاد کے مہذب جواب اور پیشِ نظر کتاب وسائلِ بخشش شامل ہے۔

وسائلِ بخشش کے لیے جب شیخ محترم اُسید الحق قادری زید مجدہ سے رابطہ ہوا تو اولاً حضرت نے وسائلِ بخشش کا سرورق وآخری صفحات مشتملہ نظم معطر (1309ھ) عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ ''مکمل نسخہ خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف، ہند میں موجود ہے، اور میرا جب بھی جانا ہوا تو میں یاد رکھوں گا''

حضرت کی اس تسلی سے دل کی ڈھارس بندھ گئی کہ ان شاء اللہ یہ کتاب تو مل ہی جائے گی تاہم پھر بھی جستجو تھمنے کا نام نہ لیتی تھی۔ اسی اثنا میں ''شعرِ حسن'' مصنفہ نظیر لدھیانوی کا مطالعہ کیا، اس کا مقدمہ مولانا مُرید احمد چشتی مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا تھا اور 1985ء میں رضا پبلی کیشنز سے طبع ہوئی تھی۔

اس کتاب میں مرید احمد چشتی صاحب کا ''وسائلِ بخشش'' کے متعلق یہ حاشیہ (ذوقِ نعت مطبوعہ لکھنؤ بارِ پنجم کے ہمراہ چھپ چکی ہے۔) پڑھ کر تجسس ہوا کہ شاید ان کے پاس ذوقِ نعت کا یہ ایڈیشن موجود ہو۔ چنانچہ اب جناب مرید احمد چشتی صاحب سے رابطہ کی کوشش شروع کی۔

قصہ مختصر یہ کہ حضرت سے رابطہ ہوا اور حضرت نے بتایا کہ ذوقِ نعت مطبوعہ لکھنؤ کا پانچواں ایڈیشن ماسٹر محمد نذیر صاحب آف پنڈی بھکھ نواحی قصبہ تھانہ جلال پور شریف ضلع جہلم کے پاس موجود

تھا لیکن ان کا وصال ہو چکا ہے اور ان کی اولاد سے ان کا کوئی رابطہ نہیں۔ تاہم اگلے ہی دن حضرت نے خود فون کیا اور یہ خوش خبری سنائی کہ 8 نومبر 1977ء کو انہوں نے ذوق نعت مطبوعہ لکھنو سے کچھ کلام نقل کیا تھا جو کہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کے نسخہ میں نہیں تھا اور اس کلام میں مثنوی وسائل بخشش بھی شامل ہے۔ چنانچہ حضرت نے اپنا نقل کردہ نسخہ مجھے عطا فرما دیا، گھر لا کر میں نے کمپوزنگ شروع کی اور حُسنِ اتفاق ملاحظہ فرمائیں کہ اِدھر راقم نے اس کی کمپوزنگ مکمل کر کے لفظ ''تمام شد'' ٹائپ کیا، اُسی لمحے میرے موبائل پر قبلہ شیخ اُسید الحق عاصم قادری بدایونی دامت برکاتہم القدسیہ کا فون تشریف لایا اور حضرت نے یہ نوید جاں فزا سنائی کہ ان کو کتب خانہ قادریہ بدایوں سے وسائل بخشش مطبوعہ نادری پریس بریلی مل گیا ہے۔

کسی نے بالکل بجا کہا ہے'' جو کوشش کرتا ہے، پالیتا ہے''، بندہ اپنی مقدور بھر سعی کرتا ہے اور اللہ عزوجل اپنے فضل و احسان سے اُس کے وہم وگمان سے کہیں زیادہ عطا فرماتا ہے۔

الحمدللہ علامہ افروز قادری مدظلہ العالی اور راقم کی مشترکہ کاوش سے برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان کی مسلۂ تفضیل پر نایاب کتاب ''محوکب مرتضوی'' 132 سال بعد جدید ترتیب و تخریج، خوب صورت ڈیزائننگ اور اعلیٰ طباعتی معیار کے ساتھ طبع ہو کر اصحابِ علم میں پذیرائی حاصل کر چکی اور اب مولانا حسن رضا کی ایک اور نایاب کتاب '' وسائل بخشش'' 125 سال کے بعد جدید انداز میں زیور طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے، اس کتاب کی اشاعت سے مولانا حسن رضا کی شاعری اور شخصیت کا ایک جدید رنگ نکھر کر سامنے آئے گا۔

ربِّ قدیر کی نعمتوں کا شکر کما حقہٗ ادا کرنے سے الفاظ قاصر ہیں، میں بس اس قدر ہی پر اکتفا کروں گا ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ وَ مَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہِ۔

⊙⊙⊙

کچھ طباعتِ نَو کی بابت

طباعتِ ہذا میں مذکورہ بالا دونوں (یعنی وسائلِ بخشش مطبوعہ نادری پریس، بریلی و قلمی نسخہ مریداحمد چشتی صاحب) نسخوں سے مدد لی گئی ہے۔ مریداحمد چشتی صاحب کا نقل کردہ قلمی نسخہ اگرچہ خاصا کارآمد رہا تاہم اصل نسخہ سے تقابل کے دوران کچھ کمزوریاں سامنے آئیں۔ کچھ الفاظ زائد آنے کی وجہ سے اوزان مناسب نہ تھے عین ممکن ہے کہ یہ کمزوری ذوق نعت کے مطبوعہ نسخہ لکھنؤ میں بھی موجود ہو۔ تاہم راقم نے اصل نسخہ کو معیار بنا کر حتی الوسع تصحیح کا اہتمام کیا۔

☆ طباعتِ اُولیٰ میں سُرخیوں کا اہتمام کوئی خاص نہ تھا صرف ''روایت دیگر'' لکھ کر مختلف کرامات بیان کردی گئی، ہم نے جدید طباعت میں اصل سُرخی کو باقی رکھتے ہوئے قوسین میں واقعہ کے مطابق سُرخی کا اہتمام کردیا ہے۔

☆ تمام روایات کا حوالہ **تحفۃ القادریہ** (اصل فارسی و اردو) اور **بھجۃ الاسرار** (عربی) مطبوعہ مؤسسۃ الشرف، پاکستان نقل کردیا ہے۔

☆ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ''نظم معطر'' کا ترجمہ صوفی اول قادری رضوی کی کتاب ''سخن رضا'' سے ضروری ترمیم کے ساتھ نقل کیا ہے۔

☆ پروف ریڈنگ پر خاص توجہ دی ہے۔

☆ اصل نسخہ میں ایک ہی لائن میں کہیں تین اور کہیں چار مصرعے تحریر تھے، ہم نے جدید انداز کے مطابق ایک مصرع کو ایک لائن میں تحریر کیا ہے۔

☆ کچھ مشکل الفاظ پر اعراب لگا کر معنی حاشیہ میں دے دیے ہیں۔

☆ بعض جگہ روایت کے مطابق اصل عربی الفاظ کو بطور حاشیہ نقل کردیا ہے۔

آخر میں اپنے تمام کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جن کے تعاون سے یہ

کام پایۂ تکمیل تک پہنچا کیونکہ جولوگوں کا شکرادانہیں کرتا وہ رب تعالیٰ کا بھی شکرادانہیں کرسکتا:

☆ شیخ محترم اُسید الحق قادری صاحب بدایونی زید مجدہ اور محترم جناب مولانا مرید احمد چشتی آف پنڈ دادنخان، جہلم کہ جن کی خصوصی شفقت سے یہ کتاب راقم کو ملی۔

☆ علامہ افروز قادری (خلیفہ حضور تاج الشریعہ) نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر کتاب پر نظر ثانی فرمائی

☆ معروف نعت گو شاعر راجا رشید محمود صاحب (مدیر ماہنامہ 'نعت' لاہور) نے پیش لفظ تحریر فرمایا۔

☆ ڈاکٹر سلمہ سیہول (پروفیسر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد) نے راقم کی درخواست پر کلمات تحسین رقم فرمائے۔

☆ میاں محمد عالم مختار حق صاحب نے حوالہ جات کے لئے "تحفۃ القادریہ" اور "مناقب غوثیہ" کا نسخہ عطا فرمایا۔

☆ انڈیا کے معروف صحافی ودانش ور علامہ مولانا خوشتر نورانی صاحب زید مجدہٗ (مدیر ماہنامہ 'جام نور' دہلی) انڈیا میں اس کتاب کو شائع کر رہے ہیں

اللہ عزوجل ان تمام احباب پر اپنی خصوصی عنایتوں کا نزول فرمائے اور اس کتاب کو ہم سب کے لیے "وسیلۂ بخشش" بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد ثاقب رضا قادری

ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی)

یوم عید میلاد النبی ﷺ 12 ربیع الاول 1433ھ

⊙⊙⊙

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

گلریز[1] بنا ہے شاخ خامہ
فردوس بنا ہوا ہے نامہ
نازل ہیں وہ نور کے مضامیں
یاد آتے ہیں طور کے مضامیں

سینہ ہے تجلیوں کا مسکن
ہے پیشِ نگاہ وشتِ ایمن
توحید کے لطف پا رہا ہوں
وحدت کے مزے اُڑا رہا ہوں

دل ایک ہے دل کا مدعا ایک
ایماں ہے میرا کہ ہے خدا ایک
وہ ایک نہیں جسے گنیں ہم
وہ ایک نہیں جو دو سے ہو کم

دو ایک سے مل کے جو بنا ہو
وہ ایک کسی کا کب خدا ہو
اَحْوَل[2] ہے جو ایک کو کہے دو
اندھوں سے کہو سنبھل کے دیکھو

اُس ایک نے دو جہاں بنائے
اک 'کُن' سے سب انس وجاں بنائے

---

(۱) پھول بکھیرنے والا

(۲) بھینگا۔ جس کو ایک کے دو نظر آئیں

اوّل ہے وہی، وہی ہے آخر
باطن ہے وہی، وہی ہے ظاہر

ظاہر نے عجب سماں دکھایا
موجود ہے اور نظر نہ آیا

کس دل میں نہیں جمال اُس کا
کس سر میں نہیں خیال اُس کا

وہ حبلِ ورید[1] سے قریں ہے
ہاں تاب نظر میں نہیں ہے

فرمان ہے یُؤمِنُونَ بِالغَیبِ[2]
نادیدہ وہ نورِ حق ہے لاریب

آنکھوں میں نظر، نظر کناں ہے
آنکھیں تو کہیں، نظر کہاں ہے

سب کچھ نظر آئے اس نظر سے
پر دیکھیں نظر کو کس نظر سے

جب خلق کو یہ صفت عطا ہو
وہ کیا نظر آئے جو خدا ہو

جو وہم و قیاس سے قریں ہے
خالق کی قسم خدا نہیں ہے

جو بھید کو اُس کے پا گئے ہیں
ہستی اپنی مٹا گئے ہیں

کچھ راز اُدھر کا جس نے پایا
پھر کر وہ اِدھر کبھی نہ آیا

---

(۱) شہ رگ۔ (۲) پارہ ۱، البقرہ: ۳

کچھ جلوہ جسے دکھا دیا ہے
صُمٌّ بُکمٌ بنا دیا ہے

دل میں ہیں ہزاروں بحر پُر جوش
ہے حکم زبان کو کہ خاموش

اک جلوہ سے طور کو جلایا
بے ہوش کلیم کو بنایا

پنہاں ہیں جو سنگ میں شرارے
کرتے ہیں کچھ اور ہی اِشارے

ہے شعلہ فشاں یہ عشق کامل
پتھر میں کہاں سے آ گیا دل

ذات اُس کی ہے معطیِ مرادات
قائم ہیں صفات پاک بالذات

باقی ہے کبھی فنا نہ ہو گا
ہے جس کو فنا خدا نہ ہو گا

جیسا چاہا جسے بنایا
کچھ اس سے کہے یہ کس کا پایا

مومن بھی اسی کا کھاتے ہیں رزق
کافر بھی وہیں سے پاتے ہیں رزق

شب دن کو کرے تو رات کو دن
جو ہم کو محال اُس کو ممکن

ایجاد وجود ہو عدم سے
حادِث[1] ہو حُدُوث[2] یوں قِدم سے
اللہ تبارک و تعالیٰ
ہے دونوں جہان سے نرالا

قادر ہے ذوالجلال ہے وہ
آپ ہی اپنی مثال ہے وہ
ہر عیب سے پاک ذات اُس کی
ہر رَیب سے پاک بات اُس کی

شایاں ہے اُسی کو کبریائی
بے شک ہے وہ لائق خدائی
کس وقت نہاں ہیں اُس کے جلوے
ہر شے سے عیاں ہیں اُس کے جلوے

پروانہ چراغ پر مٹا کیوں
بلبل ہے گل کی مبتلا کیوں
قمری ہے اسیرِ سرو آزاد
یاں مہتاب سے نہ ہے چکور دل شاد
شمع و گل و سَرو و ماہ کیا ہیں
کچھ اور ہی جلوے دل رُبا ہیں
عالم میں ہے ایک دُھوم دن رات
اے جلوہء یار تیری کیا بات

---

(۱) ظاہر ہونا۔

(۲) قدیم کی ضد یعنی نیا

گلزار میں عندلیب نالاں
پروانہ ہے بزم میں پُر افشاں

ہر دل کو تیری ہی جستجو ہے
ہر لب پہ تیری ہی گفتگو ہے
گفتار و تجسّسِ دل و لب
پیارے یہ تیرے ہی کام ہیں سب

تیری ہی یہ صنعتیں عیاں ہیں
ہم کس کو کہیں کہ ہم کہاں ہیں
تُو نے ہی کھلائے ہیں یہ سب گُل
ہے تیری ہی شان کا تجمّل

تُو نے ہی کیے جمیل پیدا
تُو نے ہی کیا دلوں کو شیدا

از خود رفتن دل حزیناں بر ذکر حسیناں و برھنمونی بخت پے بردن بجمال بے مثال اولین آئینۂ حسن لا یزال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و علی الہ و صحبہ و بارک و کرم ۰۰

یعنی حسینوں کی عشق افروز باتیں سن کر حزن آثار دل قرار پاتے ہیں، تو پھر اُس حسن و جمال والی ذاتِ بے مثال کا ذکرِ جمیل سن کر بخت کے اندھیرے کیوں نہ چھنٹیں، اور دل کے طاقوں میں کیف و سرور کے دیے کیوں نہ جل اُٹھیں!۔صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و علی الہ و صحبہ و بارک و کرم

آیا ہے جو ذکرِ مہ جبیناں
قابو میں نہیں دلِ پریشاں

یاد آئی تجلی سرِ طور
آنکھوں کے تلے ہے نور ہی نور

یا رب یہ کدھر سے چاند نکلا
اُٹھا ہے نقاب کس کے رُخ کا

کس چاند کی چاندنی کھلی ہے
یہ کس سے میری نظر ملی ہے

ہے پیشِ نگاہ جلوہ کس کا
یا رب یہ کہاں خیال پہنچا

آیا ہوں میں کس کی رہ گزر میں
بجلی سی چمک گئی نظر میں

آنکھوں میں بسا ہے کس کا عالم
یاد آنے لگا ہے کس کا عالم

اب میں دلِ مضطرب سنبھالوں
یا دید کی حسرتیں نکالوں

اللہ! یہ کس کی انجمن ہے
دنیا میں بہشت کا چمن ہے

ہر چیز یہاں کی دل رُبا ہے
جو ہے وہ ادھر ہی دیکھتا ہے

شاہانِ زمانہ آ رہے ہیں
بستر اپنے جما رہے ہیں

پروانوں نے انجمن کو چھوڑا
بلبل نے چمن سے منہ کو موڑا

111371

ہے سرو سے آج دُور قمری
آئینوں کو چھوڑ آئی طوطی
عالم کی جھکی ہوئی ہے گردن
پھیلے ہیں ہزاروں دست و دامن
مظلوم سنا رہے ہیں فریاد
ہے لائقِ لطف حالِ ناشاد

بے داد و ستم کی داد دیجیے
للہ ہمیں مراد دیجیے
بیماروں کو مل رہی ہے صحت
کمزوروں میں بٹ رہی ہے طاقت

جو آج ہیں سرورانِ عالم
کہتے ہیں جنہیں سرانِ عالم
اُمیدیں بھرے ہوئے دلوں میں
شامل ہیں یاں کے سائلوں میں
یہ شہر ہے یا جہانِ عزت
یہ در ہے کہ آسمانِ عزت
اس در سے ہے عزّ و جاہِ کونین
کہتے ہیں اسے پناہِ کونین
اس در کو فلک جناب کہیے
ان ذرّوں کو آفتاب کہیے
عشاق کی آرزو یہ در ہے
محتاج کی آبرو یہ گھر ہے

ہم سب ہیں اس آستاں کے بندے
ہیں دونوں جہاں یہاں کے بندے

دربار ہے اُس حبیبِ رب کا
مختار ہے جو عجم عرب کا

اے خامۂ خوش نما سنبھلنا
اس راہ میں سر جھکائے چلنا

یہ وصفِ حبیبِ کبریا ہے
یہ نعتِ جنابِ مصطفیٰ ہے

اے دل نہیں وقت بے خودی یہ
ہے ساعتِ مدحتِ نبی یہ

دیکھ اے دلِ بے قرار و بے تاب
ملحوظ رہیں یہاں کے آداب

ہشیار میرے مچلنے والے
یاں چلتے ہیں سر سے چلنے والے

ہے منع یہاں بلند آواز
ہر بات ادا ہو صورتِ راز

سب حال اشاروں میں ادا ہو
یاں نالہ بھی ہو تو بے صدا ہو

جو جانتے ہیں یہاں کے رتبے
بھر لیتے ہیں منہ میں سنگریزے

خاموش ہیں یوں سب انجمن میں
گویا کہ زباں نہیں دہن میں

ہے جلوہ فزا وہ شاہِ کونین
بے چین دلوں کا جس سے ہے چین
دل دار و انیس خستہ حالاں
فریاد رس شکستہ بالاں

مرہم نہ زخمِ دل فگاراں
تسکین وہ جانِ بے قراراں
غم خوار یہی ہے غم زدوں کا
حامی ہے یہی ستم زدوں کا

ایمان کی جان ہی تو یہ ہے
قرآن کی زبان ہی تو یہ ہے
یکتا ہے یہ خوش ادائیوں میں
معشوق یہاں فدائیوں میں

شادابیِ ہر چمن ہے یہ گل
ہیں آٹھوں بہشت اس کے بلبل
رکھتی ہے جو سوزشِ جگر شمع
پروانہ ہے اس کے حسن پر شمع

دیکھے تو کوئی یہ جوش فیضاں
عالم کے بھرے ہیں جیب و داماں
ہے لطف یہ شان میزبانی
ہر وقت ہے سب کی میہمانی

دربانوں کے اس لیے ہیں پہرے
در پر کوئی آ کے پھر نہ جائے

ہر لحظہ یہاں یہی عطا ہے
ہر وقت یہ در کھلا ہوا ہے

مایوس گیا نہ کوئی مضطر
یاں سنتے ہیں سب کی دل لگا کر

فریاد کی ہے یہاں رسائی
ناشاد کی ہے یہاں رسائی

وہ کون ہے جس نے آہ کی ہو
اور اُس کو مراد یاں نہ دی ہو

ہیں سب کی یہ داد دینے والے
منہ مانگی مراد دینے والے

محروم عطائے شاہ رہا کون
مایوس یہاں سے پھر گیا کون

یاں کہتے نہیں کبھی پھر آنا
کب چاہیں یہ در بدر پھرانا

کیوں دیر ہو سب یاں ہیں موجود
رحمت، قدرت، غنا، کرم، جُود

سرکار میں کون سی نہیں شے
ہاں ایک 'نہیں' یاں نہیں ہے

جاتے کو یہ ہیں بلانے والے
آئے ہوئے کو بٹھانے والے

سوتے کو یہ خواب سے جگائیں
بیدار کو گھر پہ جا کر لائیں

یوسف ہے غلام کا خریدار
ہر وقت لگا ہوا ہے بازار

یہ دست کرم ہے گوہر افشاں
گوہر اَفشاں و شکر افشاں

محتاج غریب کو گہر دے
ہر تلخ نصیب کو شکر دے

شکر شکرِ بکام اس سے
گوہر گوہر کا نام اس سے

اُمت کی دعا میں اس کو دیکھو
دامانِ گدا میں اس کو دیکھو

اس ہاتھ کا نام ہے یَدُ اللّٰہ
مَنْ عَاھَدَہٗ یُعَاھِدُ اللّٰہ

وہ درد نہیں جو یہ نہ کھو دے
وہ داغ نہیں جو یہ نہ دھو دے

گاہے یہ سرِ یتیم پر ہے
گاہے یہ دلِ دو نیم پر ہے

بیمار کے واسطے عصا ہے
اندھوں کے لیے یہ رہ نما ہے

محتاجوں کے دل غنی کیے ہیں
ہاتھوں میں خزانے بھر دیے ہیں

عیسیٰ کی زباں میں ہیں جو برکات
اُس ہاتھ کے سامنے ہیں اک بات

گر قالبِ مردہ کو وہ جاں دے
یہ ریزۂ سنگ کو زباں دے

قالب تو مکان ہی ہے جاں کا
پتھر میں ہے کام کیا زباں کا

ہے نائبِ دستِ جُودِ رب ہاتھ
ہیں دستِ نگر اُسی کے سب ہاتھ

جس دل کی شکیب کو یہ پہنچا
ہو جاتا ہے ہاتھ بھر کلیجا

ہاتھ آئی ہے ہاتھ کے وہ قدرت
اُس ہاتھ کے پاؤں چومے ہیبت

پھر پھر گئے منہ ستم گروں کے
اُٹھ اُٹھ گئے پاؤں لشکروں کے

اُس ہاتھ میں ہے نظامِ عالم
کرتا ہے یہ انتظامِ عالم

اُس ہاتھ میں ہیں جہان کے دل
ناخن میں پڑے ہیں حلِ مشکل

تکتی ہیں اُسی کو سب نگاہیں
کونین کی اُس طرف ہیں راہیں

زنجیرِ اَلم کو توڑتا ہے
ٹوٹے ہوئے دل یہ جوڑتا ہے

جن ہاتھوں پہ ہے یہ ہاتھ پہنچا
اُن ہاتھوں پہ ہاتھ ہے خدا کا

دینے میں نہ کی ہے دیر اُس نے
بھوکوں کو کیا ہے سیر اُس نے
اے دستِ عطا میں تیرے صدقے
اے ابرِ سخا میں تیرے صدقے

جب تیز ہو آفتابِ محشر
جب کانٹے پڑیں لب و زباں پر
جب تیرے سوا نہ ہو ٹھکانا
یوں اپنی طرف مجھے بلانا

اے پیاسے کدھر چلا اِدھر آ
اب تک تُو کہاں رہا اِدھر آ
آ تیری لگی کو ہم بُجھا دیں
آ آبِ خنک تجھے پلا دیں

لے تشنۂ کربلا کا صدقہ
لے کشتۂ بے خطا کا صدقہ

او سُوکھی ہوئی زبان والے
لے آتشِ تشنگی بجھا لے

اُس ہاتھ کی قدرتیں ہیں ظاہر
اعجاز ہیں دست بستہ حاضر

اک مہ سے فلک کو دو قمر دے
مغرب کو نمازِ عصر کر دے

خورشید کو کھینچ لائے دم میں
نم چاہیں تو یم بہائے دم میں

کچھ بھی اشارہ جو اس کا پا جائیں
لینے ابھی دوڑتے ہوئے آئیں

کیا دستِ کریم کی عطا ہے
دیکھو جسے وہ بھرا پڑا ہے

بندے تو ہوں کیا عطا سے محروم
دشمن بھی نہیں سخا سے محروم

دینے میں عدُو عدُو نہیں ہے
یاں دست کشی کی خُو نہیں ہے

جس کی کہ عدُو پہ بھی عطا ہو
اُس دستِ کرم کی کیا ثنا ہو

بس اے حسنؔ شکستہ پا بس
اب آگے نہیں رہا ترا بس

ہے وقتِ دُعا نہ ہو تُو مضطر
اُس ہاتھ سے کہہ قدم پکڑ کر

مدّاح کو مدح کا صلہ دے
بگڑے ہوئے کام سب بنا دے

ڈوبوں تو مجھے نکال لینا
پھسلے جو قدم سنبھال لینا

ہر وقت رہے تیری عطا ساتھ
پھیلیں نہ کسی کے آگے یہ ہاتھ

مجھ پر نہ پڑے کبھی کچھ اُفتاد
ہر لحظہ سپر ہو تیری امداد

شیطاں میرے دل پہ نہ بس پائے
دشمن کبھی دسترس نہ پائے
گر مجھ کو گرائے لغزشِ پا
تُو ہاتھ پکڑ کے کھینچ لینا

غم دل نہ مرا دُکھانے پائے
صورت نہ اَلم لگانے پائے
دم بھر نہ اَسیرِ بے کسی ہوں
مجبور نہ ہوں کہ قادری ہوں

ہوں دل سے گدائے آل و اصحاب
ہر دم ہوں فدائے آل و اصحاب
یاروں پہ تیرے نثار ہوں میں
پیاروں پہ تیرے نثار ہوں میں

⊙⊙⊙

طلب مئے از ساقی خجستہ پے

اے ساقیِ مہ لقا کہاں ہے
مے خوار کے دل رُبا کہاں ہے

بڑھ آئی ہیں لب تک آرزوئیں
آنکھوں کو ہیں مَے کی جستجوئیں

محتاج کو بھی کوئی پیالہ
داتا کرے تیرا بول بالا

ہیں، آج بڑھے ہوئے ارادے
لا منہ سے کوئی سبُو[1] لگا دے

سر میں ہیں خمار سے جو چکر
پھرتا ہے نظر میں دَورِ ساغر

دے مجھ کو وہ ساغرِ لبالب
بس جائیں مہک سے جان و قالب

بُو زخمِ جگر کے دیں جو انگور
ہوں اہلِ زمانہ نشہ میں چُور

کیف آنکھوں میں دل میں نور آئیں
لہراتے ہوئے سُرور آئیں

جوبن پہ اَدائے بے خودی ہو
بے ہوش فدائے بے خودی ہو

(۱) گھڑا، مٹکا

کچھ ابرو ہوا پہ تُو نظر کر
ہاں کشتیِ مے کا کھول لنگر

مے خوار ہیں بے قرار ساقی
بیڑے کو لگا دے پار ساقی

مے تاک رہے ہیں دیدۂ وا
دیوانہ ہے دل اسی پری کا

منہ شیشوں کے جلد کھول ساقی
قُلقُل[1] کے سنا دے بول ساقی

یہ بات ہے سخت حیرت انگیز
پُنبہ[2] سے رُکی ہے آتشِ تیز

جب تک نہ وہاں شیشہ ہو وا
ہو وصف شراب سے خبر کیا

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

کہتی ہیں اُٹھی ہوئی اُمنگیں
پھر لطف دکھا چلیں ترنگیں

پھر جوش پر آئے کیف مستی
پھر آنکھ سے ٹپکے مے پرستی

خواہش ہے مزاج آرزو کی
سنتا ہی رہوں ڈھلک سبُو کی

گہرا سا کوئی مجھے پلا جام
کہتی ہے ہوس کہ جام لا جام

(۱) صراحی یا بوتل سے پانی یا شراب نکلنے کی آواز

(۲) کپاس، روئی

دے چھانٹ کے مجھ کو وہ پیالی
لے آئے جو چہرے پر بحالی

ہوں دل میں تو نور کی ادائیں
آنکھوں میں سُرور کی ادائیں

ہو لطف فزا یہ جوشِ ساغر
دل چھین لے لب سے لب ملا کر

کچھ لغزشِ پا جو سر اٹھائے
بہکانے کو پھر نہ ہوش آئے

لطف آئے تو ہوش کو گمائیں
جب ہوش گئے تو لطف پائیں

یہ مے ہے میری کھنچی ہوئی جاں
یا رہ گئے خون ہو کے ارماں

یہ بادہ ہے دل رُبائے میکش
درد میکش دوائے میکش

ہے تیز بہت مجھے یہ ڈر ہے
اُڑتی نہ پھرے کہیں بطِ مے[1]

شیشہ میں ہے مے پری کی صورت
یا دل میں بھرا ہے خونِ حسرت

ساغر ہیں بشکل چشم میگوں
شیشہ ہے کسی کا قلب پُر خوں

مے خوار کی آرزو یہ مے ہے
مشتاق کی آبرو یہ مے ہے

(۱) بطِ مے یعنی شراب کی صراحی، جو بطخ کی شکل کی ہوتی ہے۔

ہو آتش تر جو مہر گستر
دم بھر میں ہو خشک دامنِ تر

ٹھنڈے ہیں اس آگ سے کلیجے
گرمی پہ ہیں مے کشوں کے جلسے

بہکا ہے کہاں دماغِ مُختَل[1]
پہنچا ہے کدھر خیالِ اَسفل

یہ بادہ ہے آبروئے کوثر
نتھرا ہوا آبِ جوئے کوثر

یہ پھول ہے عطرِ باغِ رضواں
ایمان ہے رنگ، بُو ہے عرفاں

اس مے میں نہیں ہے دُرد کا نام
کیوں اہلِ صفا نہ ہوں مے آشام

جو رِند ہیں اس کے پارسا ہیں
بہکے ہوئے دل کے رہ نما ہیں

زاہد کی نثار اس پہ جاں ہے
واعظ بھی اسی سے تر زباں ہے

جامِ آنکھیں، اُن آنکھوں میں مروّت
شیشے ہیں دل، اُن دلوں میں ہمت

اِن شیشوں سے زندہ قلبِ مردم
قُلقُل سے عیاں ادائے قم قم

اللہ کا حکم وَ اشرَبُوا ہے
بے جا ہے اگر پئیں نہ یہ مے

(۱) بگڑا ہوا

اے ساقیِ با خبر خدارا
لا دے کوئی جام پیارا پیارا

جوبن ہے بہارِ جاں فزا پر
بادل کا مزاج ہے ہوا پر

ہر پھول دلہن بنا ہوا ہے
نکھرے ہوئے حسن میں سجا ہے

مستانہ گھٹائیں جھومتی ہیں
ہر سمت ہوائیں گھومتی ہیں

پڑتی ہے پھوہار پیاری پیاری
نہریں ہیں لسانِ فیضِ جاری

بلبل ہے فدائے خندۂ گل
بھائی ہے ادائے خندۂ گل

ظاہر میں بہارِ دل رُبا ہے
باطن میں کچھ اور گل کھلا ہے

غنچوں کے چٹکنے سے اظہار
کھلنے لگے پردہائے اسرار

ہے سرو "الف" کی شکل بالکل
اورصورتِ "لـــــــــام"زلفِ سنبل

"کشـــــدیــــد" عیاں ہے کنگھیوں سے
نرگس کی بیاض چشم ہے "هـــــــــے"

صانع کی یہ صنع ہے نمودار
"الـــــلّـــــه" لکھا بخطِ گلزار

خوشبو میں بسا ہے خلعتِ گل
دل جُو ہیں ترانہائے گل

ہے آفت ہوش موسم گل
پھر اس پہ یہ صبح کا تجمّل

تاروں کا فلک پہ جھلملانا
شمعوں کا سپید منہ دکھانا

مرغانِ چمن کی خوشنوائی
شوخانِ چمن کی دلرُبائی

کلیوں کی چٹک مہک گلوں کی
مستانہ صفیر بلبلوں کی

پرواز طیور آشیاں سے
اور بارشِ نور آسماں سے

مسجد میں اذاں کا شور برپا
زُہاد وضو کیے مہیا

آنکھوں سے فراق خواب غفلت
منزل سے مسافروں کی رخصت

مے خانوں میں مے کشوں کی دھومیں
دل ساغر مے کی آرزو میں

لب پر یہ سخن کہ جام پائیں
دل میں یہ ہوس سرور آئیں

کہتا ہے کوئی فدائے ساقی
بھاتی ہے مجھے ادائے ساقی

پایا ہے کسی نے جام رنگیں
دل کو کوئی دے رہا ہے تسکیں

اے قلب حزیں چہ شور و شین است
چوں ساقی تو ابوالحسین است

برخیز و بگیر جام سرشار
بنشیں و بنوش و کیف بردار

ناشاد بیاد شاد میرو
پُر دامن و بامراد میرو

مایوس مشو کہ خوش جنابے ست
بر چرخِ سخاوت آفتابے ست

بنوش و سرہوش را رہا کن
مے نوش و بدیگراں عطا کن

تُو نور ہے تیرا نام نوری
دے مجھ کو بھی کوئی جام نوری

ہر جرعہ ہو حامل کرامات
ہر قطرہ ہو کاشف مقامات

ہوں دل کی طرح سے صاف راہیں
اسرار پہ جا پڑیں نگاہیں

بغداد کے پھول کی مہک آئے
نکہت سے مشام روح بس جائے

گھٹ جائے ہوس بڑھیں اُمنگیں
آنکھوں سے ٹپک چلیں ترنگیں

یہ بادۂ تند لطف دے جائے
بغداد مجھے اُڑا کے لے جائے
جس وقت دیارِ یار دیکھوں
دیکھوں درِ شہریار دیکھوں

بے تابی دل مزے دکھا جائے
خود رفتگی میرے لینے کو آئے
دل محوِ جمال شکر باری
شَیئاً لِلّٰہ زباں پہ جاری

خم فرق زمین آستاں پر
قسمت کا دماغ آسماں پر
سینہ میں بہار کی تجلی
دل میں رُخِ یار کی تجلی

ہاتھوں میں کسی کا دامنِ پاک
آنکھوں میں بجائے سُرمہ وہ خاک
لب پر یہ صدا مراد دیجیے
ناشاد گدا کو شاد کیجیے

آیا ہے یہ بے کسی کا مارا
پایا ہے بہت بڑا سہارا
حسرت سے بھرا ہوا ہے سینہ
دل داغ ملال کا خزینہ

یہ دن مجھے بخت نے دکھایا
قسمت سے درِ کریم پایا

اے دست تہی و جانِ مضطر
مژدہ ہو رسا ہوا مقدر

گزرے وہ بکاؤ بین کے دن
اب خیر سے آئے چین کے دن

آیا ہوں میں درگہِ سخی میں
پہنچا ہوں کریم کی گلی میں

پرواہ نہیں کسی کی اب کچھ
بے مانگے ملے گا مجھ کو سب کچھ

اب دونوں جہاں سے بے غمی ہے
سرکار غنی ہے کیا کمی ہے

اے حُبّ وطن سفر کی ٹھہرا
اب کس کو پسند ساتھ تیرا

جائیں گے نہ اُس دیار سے ہم
اٹھیں گے نہ کوئے یار سے ہم

کون اُٹھتا ہے ایسے آستاں سے
اُٹھے نہ جنازہ بھی یہاں سے

کیا کام کہ چھوڑ کر یہ گلشن
کانٹوں میں پھنسائیں اپنا دامن

ہے سہل ہمیں جہاں سے جانا
مشکل ہے اس آستاں سے جانا

کیوں لطف بہار چھوڑ جائیں
کیوں نازِ خزاں اُٹھانے آئیں

دیکھا نہ یہاں اُسیر کوئی
محتاج نہیں فقیر کوئی

ہر وقت عیاں ہے فیضِ باری
ہر فصل ہے موسمِ بہاری

ہر شب میں شب برات کا رنگ
ہر روز میں روزِ عید کا ڈھنگ

تفریح و سُرور ہر گھڑی ہے
نوروز کی روز حاضری ہے

ہے عیش کی یہ خوشی ہمیشہ
حاضر رہے ہر گھڑی ہمیشہ

پیوستہ خوشی کا راج ہے یاں
ہر سن سنِ ابتہاج[1] ہے یاں

شوال ہے یاں کا ہر مہینہ
ہر چاند میں ماہِ عید دیکھا

انوار سے ہے بھری ہوئی رات
ہر شب ہے یہاں کی چاندنی رات

راحت نے یہاں لیا ہے آرام
آرام ہے اس جناب کا رام

مقصود دل انبساط خاطر
خدام کی خدمتوں میں حاضر

شادی کی ہوس یہیں رہوں میں
آرام مجاوروں کو دوں میں

---

(۱) خوشی، مسرت، شادمانی۔

حُضّار[1] سے کاوشِ اَلم دُور
دل غم سے جدا تو دل سے غم دُور

طلعت سے دل و دماغ روشن
مقبول دعا چراغ روشن

آراستہ بزمِ خسروی ہے
شادی کی گھڑی رَچی ہوئی ہے

مدّاح حضور آ رہے ہیں
اپنی اپنی سنا رہے ہیں

ہاں اے حسنؔ اے غلام سرکار
مدّاح حضور نغز[2] گفتار

مشتاق سخن ہیں اہل محفل
منّت کش انتظار ہے دل

کچھ منقبتیں سنا دعا لے
سرکار سے مدح کا صلہ لے

اے خالقِ قادر و توانا
اے واحد بے مثال و دانا

دے طبع کو سیل کی روانی
دل کش ہو ادائے خوش بیانی

ہر حرف سے رنگ گل عیاں ہو
ہر لفظ ہزار داستاں ہو

---

(۱) حاضر کی جمع۔ حاضرین

(۲) عمدہ، خوب، اعلیٰ

مقبول میرا کلام ہو جائے
وہ کام کروں کہ نام ہو جائے

دے ملک سخن کا تاج یا رب
رکھ لے میری آج لاج یا رب

اے سیّد خوش بیاں کرم کر
اے افصح افصحاں کرم کر

اے رُوحِ امیں مدد کو آنا
لغزش سے کلام کو بچانا

⊙⊙⊙

آغاز روایت از کتاب مستطاب 'تحفہ قادریہ'

مؤلفہ مولانا ابوالمعالی محمد مسلمی معالی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 17/20]

'تحفہ' کہ ہے گوہرِ لآلی(۱)
فرماتے ہیں اس میں یوں معالی

جب زیب زماں ہوئے وہ سرور
تھی ساٹھ برس کی عمر مادر

یہ بات نہیں کسی پہ مخفی
یہ عمر ہے عمرِ نا اُمیدی

اس اَمر سے ہم کو کیا عجب ہو
مولود کی شان کو تو دیکھو

نومید کے درد کی دوا ہے
مایوس دلوں کا آسرا ہے

کیا کیجیے بیان دستگیری
ہے جوش پہ شانِ دستگیری

گرتے ہوؤں کو کہیں سنبھالا

(۱) مروارید

ڈوبے ہوؤں کو کہیں نکالا
سب داغ الم مٹا دیے ہیں
بیٹھے ہوئے دل اُٹھا دیے ہیں

نومید دلوں کی ٹیک ہے وہ
امداد میں آج ایک ہے وہ
یاور جو نصیب ہے ہمارا
قسمت سے ملا ہے کیا سہارا

طوفانِ اَلم سے ہم کو کیا باک
ہے ہاتھ میں کس کا دامنِ پاک
آفت کا ہجوم کیا بلا ہے
کس ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہے

بالفرض اگر غلامِ سرکار
دریائے الم میں ہو گرفتار
خود بحر ہو اس خیال میں گم
دُکھ دے نہ اسے میرا تلاطُم

سوچے یہی سیل کی روانی
پھر جائے نہ آبرو پہ پانی
طوفان ہو اس قلق میں بے تاب
موجیں بنیں ماہیانِ بے آب
گرداب ہو گرد پھر کے صدقے
ساحل لب خشک سے دعا دے

ہو چشمِ حباب اشک سے تر
ہر موج کہے یہ ہاتھ اُٹھا کر
رکھ لے میری اے کریم تُو لاج
غیرت سے نہ ڈوبنا پڑے آج

⊙⊙⊙

روایت دیگر از 'اخبار الاخیار شریف'

مؤلفہ مولانا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(سیدی غوث الاعظم کا ایامِ شیر گی میں روزہ رکھنا)

(اخبار الاخیار مترجم، صفحہ 68، بہجۃ الاسرار: 172)

مولانا عبدِ حق محدث
وہ سرورِ انبیا کے وارث
ہے اُن کی کتاب پاک 'اخبار'
تحریر ہے اس میں ذکرِ اخیار

مرقوم ہے اس میں یہ روایت
چمکا جو وہ ماہِ قادریت
آیا رمضان کا زمانہ
روزوں کا ہوا جہاں میں چرچا

کی شہرِ صیام کی یہ توقیر
دن میں نہ پیا حضور نے شِیر
گو عالمِ شِیر خوارگی تھا
پر پاسِ شریعتِ نبی تھا

جب تک نہ ہو پیروِ شریعت
کیا جانے حقیقتِ طریقت

جو راہ نہ پوچھے مصطفیٰ سے
کس طرح وہ جا ملے خدا سے

جس شخص نے راستہ کو چھوڑا
منزل کی طرف سے منہ کو موڑا

جو آپ ہی راہ گم کیے ہو
کیا راہ بتائے وہ کسی کو

خود گم سے کوئی پتا نہ پوچھے
گمراہ سے راستہ نہ پوچھے

رہبر کی جو اقتدا نہ بھولا
وہ بھول کے راستہ نہ بھولا

⊙⊙⊙

روایت دیگراز 'تحفۂ قادریہ شریف'

(حضورِغوث پاک کاایامِ طفلی میں کھیل کی طرف رغبت کرنا اور ہاتف کی ندا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 20/17، بہجۃ الاسرار: 48]

فرماتے ہیں 'تحفہ' میں معالی
ہیں ابن حضور پاک[۱] راوی
فرماتے ہیں ابن مصطفیٰ[۲] یہ
بچپن کا ہے میرے ماجرا یہ
طفلی میں جو چاہتا کبھی جی
اطفال میں ہوں شریک بازی
دیتا کوئی غیب سے یکایک
آواز اِلَیَّ یَا مُبَارَک[۳]
سُن کر یہ صدا جو خوف آتا
میں گود میں والدہ کی جاتا
تھی پہلے جو یہ صدائے عشرت
سُنتا ہوں اب اُس کو وقتِ خلوت

(۱) شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ۔ ۱۲ منہ

(۲) مراد است از ذات پاک حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ ۱۲ منہ

(۳) یعنی اے میرے مالک! میری طرف آ۔

کچھ تُو نے سنا حسنؔ یہ کیا تھا
یہ کون اُنہیں بلا رہا تھا

ہاں کیوں نہ ہوں وہ کمال محبوب
اللہ کو ہے جمال محبوب

کیوں کر ہو ثنائے خوبرویاں
قربان ادائے خوبرویاں

جیلاں میں طلب کے ساتھ یہ کد
معراج میں اُدْنُ یَـــا مُـــحَـــمَّـــدْ

مژدہ ہو تجھے مرے دل زار
تُو بھی ہے انہیں کا کفش بردار

کیا ظلمتِ گور اُسے دبائے
قسمت سے جو ایسے چاند پائے

پردے سے یہ کس نے منہ نکالا
پھیلا ہے جہان میں اُجالا

ہر لُمعہ صبائے مہ سے بہتر
ہر جلوہ ہزار مہر دربر

لو آؤ سیاہ نامے والو
دل سے غمِ تیرگی نکالو

ہے روزِ سیاہ کا دل سے غم دُور
تاریکیِ قبر کا اَلم دُور

یاں ضعف سے جس کو چکر آیا
آنکھوں کے تلے نہ تھا اندھیرا

جب دُور ہو یاں سے کالے کوسوں
پھر شاکیِ بختِ تیرہ کیا ہوں

اس کو نہ کہو قمر کا جلوہ
کیا جلوہ وہ رات بھر کا جلوہ
یہ شمع نہیں جو جھلملائے
خورشید نہیں جو ڈوب جائے

کب ہے یہ تجلیِ کواکب
شب بھر ہے تعلیِ کواکب
دن رات جو ایک سا عیاں ہے
یہ جلوۂ حسن گل رُخاں ہے

ہر وقت چمک رہے ہیں اَنوار
ہر شے میں جھلک رہے ہیں انوار
اُٹھ جاتی ہیں جس طرف نگاہیں
روشن ہیں تجلیوں سے راہیں

دل محوِ جمال جلوۂ طور
یا پیش نگاہِ سورۂ نور

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 20/18، بہجۃ الاسرار:48]

فرماتے ہیں شیخ عبدالرزاق
فرخندہ سیر ستودہ اخلاق
پوچھا یہ جناب سے کسی نے
کب خود کو ولی حضور سمجھے؟
فرمایا کہ دس برس کے تھے ہم
جاتے تھے جو پڑھنے کے لیے ہم
پہنچانے کے واسطے فرشتے
مکتب کو ہمارے ساتھ جاتے
جب مدرسہ تک پہنچتے تھے ہم
لڑکوں سے یہ کہتے تھے وہ اُس دم
محبوب خدا کے بیٹھنے کو
اِطفال جگہ فراخ کر دو(1)

(۱) تحفۃ القادریہ (فارسی)، صفحہ 18 پر ہے، اَفْسَحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰہِ یعنی اُٹھو اور خدا کے ولی کو جگہ دو۔ قادری

ایک شخص کو ایک روز دیکھا
دیکھا تھا نہ اس سے پہلے اصلاً
اُس نے یہ کسی مَلک سے پوچھا
کچھ مجھ کو بتاؤ حال اِن کا

یہ کون صفی ہیں باوجاہت
سرکار میں جن کی ہے یہ عزت
بولا کہ ولی ہیں اولیا سے
توقیر یہ پائیں گے خدا سے

بے تیغ عطا عطا کریں گے
بے پردہ لقا عطا کریں گے
تمکیں انہیں بے حجاب دیں گے
جو دیں گے وہ بے حساب دیں گے

حاصل ہو انہیں وہ قرب اللہ(۱)
جس میں نہ ہو مکر کو کبھی راہ
سائل کو کہ وقت کا "بدل" تھا
چالیس برس کے بعد دیکھا

اے دل یہ طریق سروراں ہے
آئینِ اکابرِ جہاں ہے
شہزادہ جو مدرسے سدھاریں
خدام اَدب چلیں جلو میں

(۱) بہجۃ الاسرار:48 میں ہے: ستکون له شان عظیم یعطی فلا یمنع و فیمکن فلا یحجب و یقرب فلا یمکر به یعنی عنقریب اس کی شان ہوگی کہ دیا جائے گا اور روکا نہ جائے گا، قدرت دی جائے گی اور محجوب نہ ہوگا اس سے مکر نہ کیا جائے گا۔ قادری

تھا عالم قدس سے جو وہ ماہ
خالق نے کیے فرشتے ہمراہ
یعنی کہ نواسے کے جلو میں
نانا کے غلام خدمتیں دیں

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(حضور غوث پاک سے آپ کی دایہ کا سوال)

گلدستہ کرامات ترجمہ مناقب غوثیہ (فارسی) از شیخ محمد شہبانی ، صفحہ 30 مطبع گنیش، لاہور۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مفتی غلام سرور لاہوری نے کیا اور مطبع گنیش لاہور سے طبع کروایا۔ بعد ازیں اسی کا عکسی ایڈیشن مطبع نامی نول کشور، کان پور سے 1283ھ میں طبع ہوا۔ قادری

دایہ ہوئیں ایک روز حاضر
اور عرض یہ کی کہ عبدِ قادِر
بچپن میں تو اُڑ کے گود سے تم
ہو جاتے تھے آفتاب میں گم
امکان میں ہے یہ حال اب بھی
کر سکتے ہو یہ کمال اب بھی
ارشاد ہوا بخوش بیانی
وہ عہد تھا عہدِ ناتُوانی
اُس وقت ہم صغیر سِن تھے
کمزوری و ضُعف کے وہ دن تھے
طاقت تھی جو ہم میں مہر سے کم
چھپ جاتے تھے آفتاب میں ہم

اب ایسے ہزار مہر آئیں
گم ہم میں ہوں پھر پتا نہ پائیں

صدقے ترے اے جمال والے
قربان تری تجلیوں کے

تو رُخ سے اگر اُٹھا دے پردے
ہر ذرّہ کو آفتاب کر دے

وہ حسن دیا تجھے خدا نے
محبوب کیا تجھے خدا نے

ہر جلوہ بہارِ گلشنِ نور
ہر عکس طرازِ دامنِ نور

تُو نورِ جنابِ کبریا ہے
تُو چشم و چراغِ مصطفیٰ ہے

کہتی ہے یہ تیرے رُخ کی تنویر
میں سُورۂ نور کی ہوں تفسیر

اے دونوں جہان کے اجالے!
تاریکیِ قبر سے بچا لے

میں داغِ گناہ کہاں چھپاؤں
یہ رُوئے سیاہ کسے دکھاؤں

ظلمت ہو بیان کیا گناہ کی
چھائی ہوئی ہے گھٹا گناہ کی

اے مہر ذرا نقاب اٹھا دے
للہ خوشی کا دن دکھا دے

پھر شامِ اَلم نے کی چڑھائی
بغداد کے چاند کی دُہائی

آفت میں غلام ہے گرفتار
اب میری مدد کو آؤ سرکار

حالِ دلِ بے قرار سُن لو
للہ میری پکار سُن لو

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(حضور غوث پاک سے بیل کا کلام کرنا

والدہ سے طلب علم کے لیے سفر کی اجازت طلب کرنا

اور راستے میں ڈاکوؤں کا آپ کے دستِ کرم پر تائب ہونا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 22/20]

منقول ہے 'تحفہ' میں روایت
بچپن میں ہوا یہ قصدِ حضرت

کھیتی کو کریں وسیلۂ رزق
مسنون ہے کسب حیلۂ رزق

جس دن یہ خیال شاہ کو آیا
لکھتے ہیں وہ روز عرفہ کا تھا

نر گاؤ کو لے چلے جو آقا
منہ پھیر اس طرح وہ بولا

یہ حکم نہ آپ کو دیا ہے
مخلوق نہ اس لیے کیا ہے[1]

سُن کر یہ کلام ڈر گئے آپ
گھر آئے تو سقف پر گئے آپ

وہ نیرِ دیں جو بام پر آئے
حاجی عرفات میں نظر آئے

سبحان اللہ اے تیری شان
یہ بام کہاں، کہاں وہ میدان!

صدہا منزل کا فاصلہ تھا
یاں پاؤں تلے کا ماجرا تھا

ہاں چاند ہیں بامِ آسماں ہے
گردوں سے قمر کو سب عیاں ہے

یہ دیکھ کر آئے پیشِ مادر
گویا ہوئے اس طرح سے سرور

امی مجھے اِذن کی ہو اِمداد
اب کارِ خدا میں کیجیے آزاد

بغداد کو جاؤں علم سیکھوں
اللہ کے نیک بندے دیکھوں

مادر نے سبب جو اس کا پوچھا
دیکھا تھا جو کچھ وہ کہہ سنایا

وہ روئیں، اُٹھیں، گئیں، پھر آئیں
میراثِ پدر جو تھی وہ لائیں

(۱) تحفۂ القادریہ (فارسی) میں ہے: یَاعَبْدَالْقَادِرُ مَا لِھٰذَا خُلِقْتَ وَ لَا بِھٰذَا اُمِرْتَ۔ قادری

وارثِ پدرِ حضورِ عالی
دینار شمار میں تھے اَسّی

چالیس اُن میں سے شاہ نے پائے
چالیس برادرِ دوم نے

دینار وہ اُمّ مشفقہ نے
جامہ میں سیئے بغل کے نیچے

پھر عہد لیا کہ راستی کو
ہر حال میں اپنے ساتھ رکھو

پھر بہر سفر ملی اجازت
باہر آئیں برائے رخصت

ارشاد ہوا برائے یزداں،
کرتی ہوں میں تجھ سے قطع اے جاں!

اب تیری یہ پیاری پیاری صورت
آئے گی نظر نہ تا قیامت

جیلاں سے چلا وہ شاہ ذی جاہ
اک چھوٹے سے قافلہ کے ہمراہ

ہمدان سے جو لوگ باہر آئے
قزاق انہوں نے ساتھ پائے

لوٹا، مارا، کیا گرفتار
شاہ کو نہ دیا کسی نے آزار

اک شخص ادھر بھی ہو کے نکلا
پوچھا کہ تمہارے پاس ہے کیا

مولیٰ نے کیا یہ سُن کے اظہار
جامہ میں سلے ہوئے ہیں دینار
رہزن نے کہا، کہو! کہاں ہیں؟
فرمایا تہِ بغل نہاں ہیں

گنتی پوچھی وہ کہہ سنائی
موقع پوچھا جگہ بتائی
سُن کر یہ جواب چل دیا وہ
اس سچ کو ہنسی سمجھ لیا وہ

اک اور بھی سامنے سے گزرا
اس سے بھی یہ حال پیش آیا
وہ بھی سِرکا ہنسی سمجھ کر
چلتا ہوا دل لگی سمجھ کر

دونوں جو ملے دلوں کی صورت
کی ایک نے ایک سے حکایت
سردار کو حال جا سنایا
اُس نے انہیں بھیج کر بلایا

وہ آپ کو ساتھ لے کے پہنچے
جس ٹیلے پہ مال بانٹتے تھے
اس نے بھی کیے وہی سوالات
فرمائی حضور نے وہی بات

آخر ٹھہری کہ امتحاں ہو
اس جامہ کو چاک کر کے دیکھو

نکلے صادق کی کرتے تائید
چاکِ جیبِ سحر سے خورشید

یوسف کا قمیص تھا وہ کُرتا
تصدیق وہ چاک کیوں نہ کرتا

حیرت ہوئی اُس کو کی یہ گفتار
کیوں تم نے کیا یہ حال اظہار

فرمایا کہ ماں کی تھی نصیحت
یہ عہد لیا تھا وقتِ رُخصت

ہر حال میں راستی سے ہو کام
ہر کام میں بس اسی سے ہو کام

وہ عہد ہے صُورتِ امانت
کرتا نہیں اُس میں مَیں خیانت

سردار نے جب سُنے یہ احوال
روتے روتے ہوا بُرا حال

سچوں کی تھی پُر اثر وہ تقریر
کیوں کرتی نہ دل میں گھر وہ تقریر

تاثیرِ بیاں ہو کیوں کر
دل کھینچ لیا ہے لب ہلا کر

رونے سے جو کچھ افاقہ پایا
سردار حضور سے یہ بولا

قائم رہو ماں کے عہد پر تم!
اور عہدِ خدا کو ہم کریں گم!

کرتا ہوں میں ترک یہ معائب
ہوتا ہوں تمہارے آگے تائب

دیکھا جو یہ اُس کے ساتھیوں نے
سردار سے اس طرح وہ بولے

جب راہ زنی تھی اپنا پیشہ
سردار رہا ہے تُو ہمیشہ

توبہ میں بھی ہم سے تُو ہے اَقدم
یوں بھی کریں تیری پیروی ہم

تائب ہوئے، مال قافلہ کا
جس جس سے لیا تھا اس کو پھیرا

فرماتے ہیں ہاتھ پر ہمارے
کی توبہ اُنہوں نے سب سے پہلے

آقا میں بَلا میں مبتلا ہوں
شیطان کے دام میں پھنسا ہوں

اب میری مدد کو آؤ یا غوث
رہزن سے مجھے بچاؤ یا غوث

لُٹتا ہے غریب آہ سرکار
درکار ہے اک نگاہ سرکار

لُٹتا ہے میاں غلام تیرا
للہ! اِدھر بھی کوئی پھیرا

مضطر ہے بہت غلام آقا
جنگل میں ہوئی ہے شام آقا

قطاع طریق ہیں مقابل
نزدیک ہے شام دُور منزل
کیجے میری سمت خوش خرامی
کہتے ہوئے لَا تَخَفْ غُلَامِیْ
ہو جائے شب الم کنارے
آ جاؤ کہ دن پھریں ہمارے

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کا مرید کون؟؟؟)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 46/49، بہجۃ الاسرار:193]

منقول ہے قول شیخ عمراں
فرماتے ہیں اس طرح وہ ذیشاں

اک دن میں گیا حضور سرکار
اور عرض یہ کی کہ شاہِ ابرار

گر کوئی با ادعائے نسبت
کہتا ہو کہ ہوں مرید حضرت

واقع میں نہ کی ہو بیعت اُس نے
پائی نہ ہو یہ کرامت اُس نے

خرقہ نہ کیا ہو یاں سے حاصل
کیا وہ بھی مریدوں میں ہے داخل

گویا ہوئے یوں خدا کے محبوب
جو آپ کو ہم سے کر دے منسوب

مقبول کرے خدائے برتر
ہوں عفو گناہ اس کے یکسر

ہو گرچہ اسیرِ دامِ عصیاں
ہے داخلِ زمرۂ مریداں(۱)

ہاں مژدہ ہو بہرِ قادریاں
ہے جوش پہ بحر فیضِ احساں

دیکھے تو کوئی حسنؔ کہاں ہے
وہ وقفِ غم و محن کہاں ہے

کہہ دو کہ گئی اَلم کی ساعت
سرکار لٹا رہے ہیں دولت

سلطان ہے بر سرِ عطا آ
دامن پھیلائے دوڑتا آ

کیوں کوہِ اَلم تجھے دبائے
کیوں کاوشِ غم تجھے ستائے

سرکارِ کریم ہے یہ دربار
دربارِ کریم ہے دُربار

جھوٹوں بھی جو ہو غلام کوئی
اُس کا بھی رُکے نہ کام کوئی

رد کرنے کا یاں نہیں ہے معمول
ہیں نام کی نسبتیں بھی مقبول

تجھ کو تو ہے واقعی غلامی
لے دولت عشرتِ دوامی

---

(۱) سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے نہ صرف مریدوں میں قبول فرمایا بلکہ مزید بشارت عطا فرمائی چنانچہ بہجۃ الاسرار: 193 پر ہے، رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَنِیْ اَنْ یَدْخُلَ اَصْحَابِیْ وَ اِنْ مَذْھَبِیْ کُلُّ مُحِبٌّ فِی الْجَنَّۃِ یعنی میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور مجھ سے محبت کرنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ قادری

اس ہاتھ میں آ کے ہاتھ دیجیے
اور دونوں جہاں میں چین کیجیے

احسانِ خدا کہ پیر پایا
اور پیر بھی دستگیر پایا

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(مانگ من مانتی، منہ مانگی مرادیں لے گا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 35/35، بہجۃ الاسرار:64]

اے دل یہ بیاں ہے قابل سیرؔ
فرماتے ہیں حضرت ابوالخیر

ہیں اور میرے ساتھ کچھ مکرم
حاضر تھے حضورِ غوثِ اعظم

فرمانے لگے جنابِ والا
مقبول حضور حق تعالیٰ

ہم آج کہ بر سرِ عطا ہیں
اور مظہرِ رحمتِ خدا ہیں

جو کچھ مانگو عطا کریں گے
حاجت سب کی روا کریں گے

سُن کر یہ ابو سعید اُٹھے
یوں پیش جنابِ شیخ اُٹھے

یہ خواہش دل ہے تاجدار آج
اِمداد ہو ترک اختیار آج
یعنی کہ فقط یہ چاہتا ہوں
میں اپنی طرف سے کچھ نہ چاہوں

پھر حضرت ابن قاید اُٹھ کر
گویا ہوئے اس طرح کہ سرور
ہے میری یہی مراد و حاجت
پاؤں میں مجاہدہ کی قوت

بزاز عمر نے عرض کی یہ
یا شاہ ہے مطلب دلی یہ
ہو خوف خدا مجھے عنایت
اور صدق و صفا عطا ہو حضرت

پھر بولے حَسَن کہ شاہِ عالم
یہ حال میرا فزوں ہو ہر دم
بولے یہ جمیل مجھ کو حضرت
حفظِ اوقات کی ہے حاجت

پھر بُوالبرکات نے کہا یوں
محبوب ہو عشق مانگتا ہوں
پھر میں نے یہ عرض کی کہ سرکار
بندہ کو وہ معرفت ہے درکار

فارق رہے واردات میں جو
معلوم رہے یہ حال مجھ کو

رحمٰن کی طرف سے تھا یہ وارد
شیطاں کی طرف سے تھا یہ وارد

پھر شیخ خلیل حاضر آئے
سائل ہوئے جاہِ قطبیت کے

پائی جو سوال سن کے فرصت
فرمائی جواب میں یہ آیت

كُلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

(ہم سب کو مدد دیتے ہیں اِن کو بھی اور اُن کو بھی تمہارے ربّ کی عطا سے اور تمہارے ربّ کی عطا پر روک نہیں)۔ [پارہ 15، بنی اسرائیل:20]

یعنی کہ ہوا یہ سب سے ارشاد
ہم کرتے ہیں فضلِ ربّ سے امداد

رُکتی ہے کہیں عطا خدا کی
کچھ حد نہیں فضلِ کبریا کی

بُوالخیر یہ کہتے ہیں قسم سے
مطلب جو طلب کیے تھے پائے

ہے عام عطیہ شاہ باذِل[1]
ہیہات گدا کدھر ہے غافل

ہاں تھام لے دامنِ معلّٰی
سر پاؤں پہ رکھ کے گود پھیلا

محتاج کو آج تاج دیں گے
ٹھہری ہے جو مانگی آج دیں گے

(۱) سخی، فیاض

شاہا مری صرف یہ صدا ہے
منگتا ترا تجھ کو مانگتا ہے

بھٹکا پھرے کیوں گمان میرا
ٹو میرا تو سب جہان میرا
اے دل میں نثار فیض باری
کیا بزم دکھائی پیاری پیاری

ہے بیچ میں اک کریم باذِل
گھیرے ہوئے ہر طرف سے سائل
پروانوں میں شمع ہے نمودار
یا تاروں میں چاند ہے ضیا بار

محبوب ہے اپنے مالکوں میں
یا پھول ہزار بلبلوں میں
ذرّوں میں ہے مہر کی تجلّی
گھر آئے ہیں آئنہ پہ طوطی

ہر عکس ہزار آن کی جاں
ایمان کی جاں، جان کی جاں
کہتا ہوں یہ حسنؔ کی زبانی
ہم آج ہیں شرح مَــــنْ رَاٰنِـــــیْ(۱)

پردۂ رُخ یہ دُور فرمائیں
کیا بزم! نصیب تک چمک جائیں

---

(۱) حضورغوث پاک رضی اللہ عنہ کاارشادگرامی ہے: طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ وَ اَنَا حَسْرَۃ علی مَنْ لَمْ یَرَنِیْ یعنی وہ شخص خوش ہوجائے کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو اور میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار:191) قادری

ہو چاند چکور بن کے شیدا
سورج کہے ذرّہ ہوں تمہارا

عالم سے نرالی ہیں ادائیں
دل کھینچنے والی ہیں ادائیں

وہ آنکھیں ہیں قابلِ زیارت
ہو جن میں یہ پیاری پیاری صورت

اُس دل کی خوشی کا کیا بیاں ہو
جس میں یہ جمال مہماں ہو

وہ پاؤں ہیں چومنے کے قابل
طے جن سے ہو اُن کے گھر کی منزل

اُن ہاتھوں کا ہے عجب نصیبہ
پایا ہے جنہوں نے دامن اُن کا

ایسوں سے پھرا ہوا ہے جو دل
برگشتہ نصیب ہے وہ غافل

خالی ہے جو اُن کی آرزو سے
وہ آنکھ بھری رہے لہو سے

کہہ دیجیے اُن کے مدعی سے
مایوسِ جناں ہو تُو ابھی سے

کم بخت اگر یہی ہیں محتاج
تو کون ہے آج صاحبِ تاج

جو اُن سے ملا، ملا خدا سے
جو اُن سے پھرا، پھرا خدا سے

مردانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

جو اُن سے پھرے عجیب ہے وہ
بدبخت ہے، بدنصیب ہے وہ

ایسوں کو بُرا کہا ستم گر
ایمان نگل گیا ستم گر

اور تجھ کو ڈکار تک نہ آئی
اُف رے تیرے معدہ کی صفائی

چوپاں[1] سے الگ الگ جو جائے
کب گُرگ[2] کے شر سے امن پائے

کہتا ہے تُو اُن کو خاک کا ڈھیر
ناپاک تری سمجھ کا ہے پھیر

شیطاں نے تجھے کیا ہے مجنوں
کیا تُونے سنا نہ لاَ یَـــمُـــوتُـــون

کیا سُوجھی ہے منکر تصرف
اس درجہ ہے بدلگام تُو اُف

قدرت اُنہیں دی ہے کبریا نے
مقبول کیا اُنہیں خدا نے

پھر کیوں نہ دکھائیں یہ کرامت
کیا جائے عجب ہے خرقِ عادت

مشرک تجھے شرک سُوجھتا ہے
زندوں کو خدا بنا لیا ہے

(۱) پاسباں، گڈریا۔
(۲) بھیڑیا۔

اُن زندوں کے آگے رُوپ بدلے
حکام و حکیم سے مدد لے

اُن زندوں کی زندگی سے ہے کور
جا مردے تُو خود ہے زندہ درگور

غافل کہ مدد کے معنی کیا ہیں
فاعل ہے خدا یہ واسطہ ہیں

قرآن کی آیت جمیلہ
خود کہتی ہے وَابْتَغُوا الْوَسِیْلَہ(۱)

بیکار ہیں یہ تیری نظر میں
بے زینے چڑھا گرا سقر میں

تعظیم سے اُن کی تُو پھرا ہے
توہین کے بول بولتا ہے

اک اَمر کا تجھ سے ہوں میں سائل
دے اس کا جواب مجھ کو غافل

کس طرح خدا کو جانا
اِسلام کہیں سے مول لایا

خالق نے کیا کلام تجھ سے
یا وحی سنا گئے فرشتے

کیا دین ہے باپ کی کمائی
یا اُمّ شفیقہ ساتھ لائی

گھر میں ترے چرخ سے گرا ہے
یا دین زمین سے اُگا ہے

(۱) قرآن پاک میں ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ یعنی اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پارہ 06، المائدہ:35)

جن لوگوں سے کل تجھے ملا دین
آج ان کی تُو کر رہا ہے توہین

احسان کا کیا یہی عوض تھا
نیکی کا مگر یہی ہے بدلا

جس گھر کی ملی تجھے غلامی
شایاں نہیں واں نمک حرامی

مقبولوں سے ہے تجھے عداوت
مردود ہے سب تیری عبادت

رہبر سے الگ چلا ہے غافل
کس طرح تجھے ملے گی منزل

خائن ہے تُو حقِ اولیا میں
سچ جان کہ آ گیا بلا میں

محسن کے بُھلا دیے ہیں احساں
ہیں شومیِ بخت کے یہ ساماں

ایمان کا اب سے لے نہ تُو نام
بدنام کنندۂ نکو نام

جو دامنِ نا خدا کو چھوڑے .
منجدھار میں اپنی ناؤ توڑے

نجدی پہ جو سر مُنڈا کے بیٹھا
اولوں کا بھی کچھ خیال رکھا

ان باتوں کو اپنے دل سے کر دُور
کیوں اُن سے ہوا ہے بے خبر دُور

بس تیرے لیے نجات ہے یہ
سو بات کی ایک بات ہے یہ

ہے خیر حسنؔ کدھر گیا تُو
ناپاکوں کے منہ عبث لگا تُو

پڑھ کوئی غزل کہ وجد آئے
مستانہ سخن مزے دکھائے

⊙⊙⊙

اللہ! برائے غوث الاعظم

اللہ! برائے غوث الاعظم
دے مجھ کو ولائے غوث الاعظم

دیدارِ خدا تجھے مبارک
اے محوِ لقائے غوث الاعظم

وہ کون کریم صاحبِ جُود
میں کون گدائے غوث الاعظم

سُوکھی ہوئی کھتیاں ہری کر
اے ابرِ سخائے غوث الاعظم

اُمیدیں نصیب، مشکلیں حل
قربان عطائے غوث الاعظم

کیا تیزیٔ مہرِ حشر سے خوف
ہیں زیرِ لوائے غوث الاعظم

وہ اور ہیں جن کو کہیے محتاج
ہم تو ہیں گدائے غوث الاعظم

ہیں جانبِ نالۂ غریباں
گوشِ شنوائے غوث الاعظم

کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ
کیوں رد ہو دعائے غوث الاعظم

بیگانے بھی ہو گئے یگانے
دل کش ہے ادائے غوث الاعظم

آنکھوں میں ہے نور کی تجلی
پھیلی ہے ضیائے غوث الاعظم

جو دم میں غنی کرے گدا کو
وہ کیا ہے عطائے غوث الاعظم

کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ
ہیں زیرِ قبائے غوث الاعظم

آئینۂ روئے خوبرویاں
نقشِ کفِ پائے غوث الاعظم

اے دل نہ ڈر ان بلاؤں سے اب
وہ آئی صدائے غوث الاعظم

اُے غم جو ستائے اب تو جانوں
لے دیکھ وہ آئے غوث الاعظم

تارِ نفسِ ملائکہ ہے
ہر تار قبائے غوث الاعظم

سب کھول دے عقدہائے مشکل
اے ناخنِ پائے غوث الاعظم

کیا اُن کی ثنا لکھوں حسنؔ میں
جاں باد فدائے غوث الاعظم

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(حسین بن منصور حلاّج کی اِمداد کی بابت)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 47/50، بہجۃ الاسرار:196]

منقول ہے قاسم و عمر سے
دل شاد ہوا ہے اِس خبر سے

کہتے تھے حضور مایۂ نُور
جب چھک کے گرے حسین منصور

اُس وقت میں تھا نہ کوئی ایسا
جو ہاتھ پکڑ کے روک لیتا

ہوتا جو وہ عہد ہم سے آباد
ہم کرتے ضرور اُن کی اِمداد

جو شخص ہوا ہے ہم سے بیعت
یاوَر ہیں ہم اُس کے تا قیامت

ہر حال میں اُس کا ساتھ دیں گے
پھسلے گا قدم تو ہاتھ دیں گے

اس شانِ رفیع کے تصدق
اس لطف وسیع کے تصدق

یا غوث صراط پر چلوں جب
لغزش میں نہ آنے پائے مرکب

ثابت قدمی یہ لطف دے جائے
جنت مجھے ہاتھوں ہاتھ لے جائے

گھبرائے صراط پر نہ خادم
حافظ ہو صدائے رَبِّ سَلِّمْ

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(مجلس وعظ میں بارش ہونے اور حضور کی نگاہ سے بادلوں کا چھٹنا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 88/99، بہجۃ الاسرار: 147]

کہتے ہیں عدی بن مسافر
تھا مجلسِ وعظ میں مَیں حاضر
ناگاہ ہوا شروع باراں
ہونے لگی انجمن پریشاں

دیکھے جو یہ برہمی کے اَطوار
سر سوئے فلک اُٹھا کے اک بار
کہنے لگے اس طرح وہ ذیشاں
میں تو کروں جمع تُو پریشاں

فوراً وہ مقام چھوڑ کر ابر
تھا قطرہ فشاں اِدھر اُدھر برابر
اللہ رے جلالِ قادریّت
قربان کمالِ قادریّت

(۱) یہ واقعہ امام شطنوفی علیہ الرحمۃ نے بہجۃ الاسرار میں شیخ عدی بن مسافر کے علاوہ شیخ حماد اور ابوزید عبدالرحمن بن احمد قرشی علیہم الرحمۃ کی سند سے بھی تحریر کیا تاہم سب کے الفاظ یہی ہیں کہ حضور غوث پاک نے ارشاد فرمایا: اَنَا اَجْمَعُ وَ اَنْتَ تَفَرِّقُ یعنی میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تُو متفرق کرتا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ بارش موقوف ہوگئی جبکہ شیخ عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ مجلس پر ایک قطرہ بھی نہ پڑا مگر مدرسہ کے اطراف میں بارش ہوتی رہی۔ قادری

اے حاکم و بادشاہِ عالم
اے داد رس و پناہِ عالم

گھر آئے ہیں غم کے کالے بادل
چھائے ہیں اَلم کے کالے بادل

سینہ میں جگر ہے پارہ پارہ
للہ! ادھر بھی اک اِشارہ

⊙⊙⊙

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کے دیدار کی برکت سے عذاب قبر جاتا رہا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 51/55، بہجۃ الاسرار:194]

عیسیٰ نے وہ ماجرا سنایا
جس نے دلِ مُردہ کو جِلایا
کہتے ہیں کہ پیش شاہِ ابرار
آ کر یہ کیا کسی نے اظہار

اک شخص کہ حال میں مرا ہے
کیا جانیے اُس پہ کیا بَلا ہے
مرقد میں ہے درد مند ہر دم
ہے شور و فُغاں بلند ہر دم

فرمانے لگے یہ سُن کے حضرت
کیا ہم سے وہ کر چکا ہے بیعت
اُس کا کبھی یاں ہوا ہے آنا
کھایا ہے ہمارے گھر کا کھانا

مخبر نے کہا کہ شاہِ ذی جاہ
ان باتوں سے میں نہیں کچھ آگاہ

اِرشاد ہوا کرم کا جھالا
محروم پہ ہے فزوں برستا

کچھ دیر مراقبہ کیا پھر
ہیبت ہوئی روئے شاہ سے ظاہر

پھر آپ یہ سر اُٹھا کے بولے
دیتے ہیں ہمیں خبر فرشتے

اُس شخص نے ایک بار سرور
دیکھا تھا جمال روئے انور

اور دل میں گمانِ نیک لایا
اِس وجہ سے حق نے اُس کو بخشا(۱)

اُس قبر کو جا کے پھر جو دیکھا
فریاد کا کچھ اثر نہ پایا

عیسیٰ نے عجب خبر سنائی
کی جس کی ادا نے جاں فزائی

کیوں جان میں جان آ نہ جائے
ٹوٹے ہوئے آسرے بندھائے

کیا جوشِ سُرور آج کل ہے
ہر دل سے نشاط ہم بغل ہے

شادی نے وہ نوبتیں بجا دیں
سوتی ہوئی قسمتیں جگا دیں

(۱) بہجۃ الاسرار، صفحہ 194 میں ہے کہ حضور غوث پاک نے ارشادفرمایا: اِنَّهٗ رَاٰی وَجْهَكَ وَ اَحْسَنُ بِكَ الظَّنَّ اِنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ قَدْ رَحِمَهٗ بِذَالِكَ یعنی اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے اورآپ سے اس کوحسنِ ظن تھا اللہ عزوجل نے اس وجہ سے اس پر مہربانی فرمائی ہے۔ قادری

ہیں وقفِ زباں خوشی کی باتیں
دن عیش کے خرمی کی باتیں

عالم سے خزاں ہوئی روانہ
آیا ہے بہار کا زمانہ
عشرت کا سماں بندھا ہوا ہے
ہر پیڑ نہال ہو رہا ہے

کیا موسمِ گل نے گدگدایا
ہر پھول نے قہقہہ اُڑایا
آنکھوں میں بسا ہے جلوۂ گل
کیوں کر نہ ہو باغ باغ بلبل

آباد سرور ہے گلستاں
ہر پھول چمن، چمن ہے خنداں
شبنم نے لٹائے ہیں جو گوہر
ہے شاہدِ گل کی یہ نچھاور

مستوں کو صبا پکار لائی
گلزار چلو بہار آئی
تیار ہوئے جنوں کے ساماں
ہاتھوں میں لیے ہوئے گریباں

کرنے لگی فصلِ گل اِشارہ
ہو دامن و جیب پارہ پارہ
جب تک کہ ہے یہ بہار باقی
دامن میں رہے نہ تار باقی

سودے کا جما ہے آج بازار
سر بیچنے کو چلیں خریدار

مستوں نے کیا ہجوم ہر سمت
ہے موسمِ گل کی دُھوم ہر سمت

اک شور ہے سبزہ زار دیکھو
صحرا کو چلو بہار دیکھو

دیکھے تو کوئی حسن کی رفتار
ہے سب سے نئے چلن کی رفتار

آنکھوں میں بہارِ اشک شادی
چہرہ سے ظہور بامرادی

ہونٹوں میں بھرا ہوا تبسم
خاموش کبھی کبھی تکلم

کرتے ہیں کسی کی جستجوئیں
دل ۲ سینہ میں دل میں آرزوئیں

کیفیتِ ذوق و وجد طاری
ہر گام لب و زباں سے جاری

یا غوث تیرے نثار جاؤں
قربان ہزار بار جاؤں

ہو جوش جہاں تیرے کرم کا
کیا ذکر وہاں غم و اَلم کا

وہ مژدہ سنا دیا ہے، تُو نے
روتوں کو ہنسا دیا ہے، تُو نے

سلطان کریم تُو گدا میں
کھاتا ہوں تیرا دیا ہوا میں

یا شاہ غلام ہے خطا کار
زندانِ گناہ میں گرفتار

للہ کرو گرہ کشائی
اس دامِ بلا سے دو رہائی

بندے کو عذاب سے بچا لو
اپنے درِ پاک پر بُلا لو

عارِض سے نقاب اُٹھا کے اک بار
کر دو مجھے محو حُسنِ رخسار

دیکھوں جو بہار جلوہ حسن
ہو جاؤں نثار جلوۂ حسن

دل سے خلشِ اَلم نکل جائے
اَرمان کے ساتھ دم نکل جائے

پُر نُور میرا چراغ ہو جائے
مرقد مجھے خانہ باغ ہو جائے

محشر میں نہ پاؤں شرمساری
ہو ساتھ ترے ترا بھکاری

عزت سے میری بسر ہو دنیا
ذلت نہ ہو مجھ کو روزِ عقبیٰ

کافی ہو مجھے تیرا سہارا
محتاج رہوں نہ میں کسی کا

مغفور ہوں میرے سب اَبْ و جَدْ
ہوں منزلِ نور اُن کے مرقد

ماں میری کہ ہے کنیزِ سرکار
غم دُکھ سے نہ ہو کبھی خبردار

کونین میں میرے بھائیوں پر
ہو لطف حضور سایہ گستر

غم اُن سے جدا رہے ہمیشہ
مقبول دُعا رہے ہمیشہ

جس طرح کہ اب ہیں شِیر و شکر
یوہیں رہیں ہم جناں میں مل کر

دنیا میں الگ نہ ہونے پائے
جنت میں بھی ساتھ ساتھ جائیں

دل شاد رہیں حسین(۱) و حامد(۲)
آباد رہیں حسین و حامد

سرکار کریم سے عنایت
ہو دونوں کو دو جہاں کی نعمت

دونوں کی دعا نہ کیوں ہو دل سے
مشہور ہے میرے دونوں بیٹے

شاہا میرے دوست اور اعزّہ
منظور کرم رہیں ہمیشہ

بس اے دل محوِ اِلتجا بس
مشتاقِ حصولِ مدعا بس

بغداد سے آتی ہیں صدائیں
مقبول ہوئیں تری دُعائیں

⊙⊙⊙

(۱) حکیم حسین رضا خان ابن مولانا حسن رضا خان علیہم الرحمۃ

(۲) حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان ابن اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان

اسیروں کے مشکل کشا غوث الاعظم

اَسیروں کے مشکل کشا غوث الاعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث الاعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے آؤ یا غوث الاعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ مَیں نے دیا ہے
ترے ہاتھ ہے لاج یا غوث الاعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث الاعظم

تمھیں دُکھ سنو اپنے آفت زدوں کا
تمھیں درد کی دو دوا غوث الاعظم
بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غوث الاعظم بچا غوث الاعظم

جو دُکھ بھر رہا ہوں جو غم سہہ رہا ہوں
کہوں کس سے تیرے سوا غوث الاعظم

زمانے کے دُکھ درد کی رنج و غم کی
ترے ہاتھ میں ہے دوا غوث الاعظم

فقیرو ہوس ہے اگر سلطنت کی
کہو شیئاً للہ یا غوث الاعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو
اور اب ڈوبتوں کو بچا غوث الاعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اُسی کا ہے تُو لاڈلا غوث الاعظم

کیا غور جب گیارھویں بارھویں میں
معمّا یہ ہم پر کُھلا غوث الاعظم

تمہیں وصلِ بے فصل ہے شاہِ دیں سے
دیا حق نے وہ مرتبہ غوث الاعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا
سہارا لگا دو ذرا غوث الاعظم

مشائخ جہاں آئیں بہرِ گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث الاعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجیے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث الاعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اُونچے اُونچے
جہاں ہے تیرا نقشِ پا غوث الاعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت 'یاغوث الاعظم'

مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا
بتا جائیے راستہ غوث الاعظم
کھلا دے جو مُرجھائی کلیاں دلوں کی
چلا کوئی ایسی ہوا غوث الاعظم

مجھے اپنی اُلفت میں ایسا گما دے
نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوث الاعظم
بچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے
کہ تُو عبدِ قادر ہے یا غوث الاعظم

دکھا دو ذرا مہر رُخ کی تجلّی
کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوث الاعظم
گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا
سنبھالو ضعیفوں کو یا غوث الاعظم

لپٹ جائیں دامن سے اُس کے ہزاروں
پکڑ لے جو دامن ترا غوث الاعظم
سروں پہ جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوث الاعظم

دوائے نگاہے عطائے سخائے
کہ شد دردِ ما لادوا غوث الاعظم
زہر سُو ہر راہ رویم بگرداں
سوے خویش را ہم نما غوث الاعظم

اَسیر کمند ہوا یم کریما
بہ بخشائے بر حالِ ما غوث الاعظم

فقیر تو چشمِ کرم از تو دارد
نگاہے بحالِ گدا غوث الاعظم

گدایم مگر از گدایانِ شاہے
کہ گفتندن اہل صفا غوثِ الاعظم

کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل
اَغِثنی برائے خدا غوث الاعظم

اَدھر(۱) میں پیا موری ڈولت ہے نیا
کہوں کا سے اپنی بتھا غوث الاعظم

بپت میں کٹی موری سگری عمریا
کرو مو پہ اپنی دَیا(۲) غوث الاعظم

بھیو دو جو بیکنٹھ بگداد تو سے
کُبھو موری نگری بھی آ غوث الاعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سُنے کون تیرے سوا غوث الاعظم

⊙⊙⊙

(۱) بیچ منجدھار، ادھ بیچ

(۲) مہربانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نغمۂ روح

[1309ھ]

اِستمداد از: حضرت سلطانِ بغداد۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اے کریم ابن کریم اے رہنما اے مقتدا　　اخترِ بُرجِ سخاوت گوہرِ درجِ عطا
آستانے پہ ترے حاضر ہے یہ تیرا گدا　　لاج رکھ لے دست و دامن کی مرے بہرِ خدا

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شاہِ اقلیمِ ولایت سرورِ کیواں جناب　　ہے تمہارے آستانے کی زمیں گردوں قباب
حسرتِ دل کی کشاکش سے ہیں لاکھوں اضطراب　　التجا مقبول کیجیے اپنے سائل کی شتاب

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

سالکِ راہِ خدا کو رہنما ہے تیری ذات　　مسلکِ عرفانِ حق میں پیشوا ہے تیری ذات
بے نوایانِ جہاں کا آسرا ہے تیری ذات　　تشنہ کاموں کے لیے بحرِ عطا ہے تیری ذات

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہر طرف سے فوجِ غم کی ہے چڑھائی الغیاث — کرتی ہے پامال یہ بے دست و پائی الغیاث
پھر گئی ہے شکل قسمت سب خدائی الغیاث — اے مرے فریادرس تیری دہائی الغیاث

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

منکشف کس پر نہیں شانِ اعلیٰ کا عروج — آفتابِ حق نما ہو تم کو ہے زیبا عروج
میں حضیضِ غم میں ہوں امداد ہو شاہا عروج — ہر ترقی پر ترقی ہو بڑھے دونا عروج

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تا کجا ہو پائمالِ لشکرِ افکار روح — تا کجے ترساں رہے بے مونس و غمخوار روح
ہو چلی ہے کاوشِ غم سے نہایت زار روح — طالبِ امداد ہے ہر وقت اے دلدار روح

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دبدبہ میں ہے فلک شوکت ترا اے ماہ کاخ — دیکھتے ہیں ٹوپیاں تھامے گدا و شاہ کاخ
قصرِ جنت سے فزوں رکھتا ہے عزو جاہ کاخ — اب دکھا دے دیدۂ مشتاق کو للہ کاخ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

توبہ سائل اور تیرے در سے پلٹے نامراد — ہم نے کیا دیکھے نہیں غمگین آتے جاتے شاد
یاں گدائے آستاں کا نام ہے کسریٰ قباد — ہو کبھی لطف و کرم سے بندۂ مضطر بھی یاد

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفسِ امارہ کے پھندے میں پھنسا ہوں العیاذ　　در ترا بیکس پنہ کوچہ ترا عالم ملاذ
رحم فرما یا ملاذی لطف فرما اے معاذ!　　حاضرِ در ہے غلامِ آستاں بہرِ لواذ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شہرِ یار اے ذی وقار اے باغِ عالم کی بہار　　بحرِ احساں رشحہءِ نیسان جودِ کردگار
ہوں خزانِ غم کے ہاتھوں پائمالی سے دوچار　　عرض کرتا ہوں ترے در پر بچشمِ اشکبار

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

برسرِ پرخاش ہے مجھ سے عدوے بے تمیز　　رات دن ہے درپئے قلبِ حزیں نفسِ رجیز
مبتلا ہے سو بلاؤں میں مری جانِ عزیز　　حلِ مشکل آپ کے آگے نہیں ہے کوئی چیز

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

اک جہاں سیرابِ فیضِ ابر ہے اب کی برس　　تر نوا ہیں بلبلیں پڑتا ہے گوشِ گل میں رس
یاں وہی کشتِ تمنا خشک و زندانِ قفس　　اے سحابِ رحمتِ حق سوکھے دھانوں پر برس

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

فصلِ گل آئی عروسانِ چمن ہیں سبز پوش　　شادمانی کا نوا سنجانِ گلشن میں ہے جوش
جوبنوں پر آ گیا حسنِ بہارِ گل فروش　　ہائے یہ رنگ اور ہیں یوں دام میں گم کردہ ہوش

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دیکھ کر اس نفسِ بدخصلت کی زشتی خواص　　سوزِ غم سے دل پگھلتا ہے مرا شکلِ رصاص
کس سے مانگوں خونِ حسرت ہائے کشتہ کا قصاص　　مجھ کو اس موذی کے چنگل سے عطا کیجے خلاص

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک تو ناخن بدل ہے شدتِ افکار قرض　　اس پر اعدا نے نشانہ کر لیا ہے مجھ کو فرض
فرض اَدا ہو یا نہ ہو لیکن مرا آزار فرض　　رد نہ فرماؤ خدا کے واسطے سائل کی عرض

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفس وشیطاں میں بڑھے ہیں سوطرح کے اِختلاط　　ہر قدم در پیش ہے مجھ کو طریقِ پلِ صراط
بُھولی بُھولی سے کبھی یاد آتی ہے شکلِ نشاط　　پیش بارِ کوہ کاہِ ناتواں کی کیا بساط

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

پھنس گیا ہے آفتوں میں بندۂ دارالحفیظ　　جان سے سو کاہشوں میں دم ہے مضطر الحفیظ
ایک قلب ناتُواں، ہے لاکھ نشتر الحفیظ　　المدد اے داد رس اے بندہ پرور الحفیظ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

صبح صادق کا کنارِ آسماں سے ہے طلوع　　ڈھل چکا ہے صورتِ شب حسنِ رُخسارِ شموع
طائروں نے آشیانوں میں کیے نغمے شروع　　یاں نہیں آنکھوں کو اب تک خوابِ غفلت سے رُجوع

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بدلیاں چھائیں ہوا بدلی ہوئے شاداب باغ　　غنچے چٹکے پھول مہکے بس گیا دل کا دماغ
آہ اے جورِ قفس دل ہے کہ محرومی کا داغ　　واہ اے لطفِ صبا گل ہے تمنا کا چراغ

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

آسماں ہے قوس فکریں تیر میرا دل ہدف　　نفس و شیطاں ہر گھڑی کف برلب و خنجر بکف
منتظر ہوں میں کہ اب آئی صدائے لَا تَخَفْ　　سرورِ دیں کا تصدق بحرِ سلطانِ نجف

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بڑھ چلا ہے آج کل احباب میں جوشِ نفاق　　خوش مذاقانِ زمانہ ہو چلے ہیں بد مذاق
سیکڑوں پردوں میں پوشیدہ ہے حسنِ اتفاق　　برسرِ پیکار ہیں آگے جو تھے اہلِ وفاق

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ڈر درندوں کا اندھیری رات صحرا ہولناک　　راہ نامعلوم رعشہ پاؤں میں لاکھوں مغاک
دیکھ کر ابرِ سیاہ کو دل ہوا جاتا ہے چاک　　آیئے امداد کو ورنہ میں ہوتا ہوں ہلاک

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک عالم پر نہیں رہتا کبھی عالم کا حال　　ہر کمالے را زوال و ہر زوالے را کمال
بڑھ چکیں شب ہائے فرقت اب تو ہو روزِ وصال　　مہر ادھر منہ کر مرے دن پھریں دل ہو نہال

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

گو پیاپے ہو رہے ہیں اہلِ عالم کے ستم گو چڑھائی کر رہے ہیں مجھ پہ اندوہ و الم
چارۂ دردِ دلِ مضطر کریں تیرے کرم پر کہیں چھٹتا ہے ترا آستاں ترے قدم

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک جانِ ناتواں لاکھوں اَلم لاکھوں محن ہیں کمر بستہ عداوت پر بہت اہلِ زمن
صبحِ محشر تک رہے آباد تیری انجمن سن لے فریادِ حسنؔ فرما دے امدادِ حسنؔ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شہرۂ آفاق ہیں یہ خصلتیں یہ نیک خُو ہے ترے الطاف کا چرچا جہاں میں چار سُو
آج کل گھیرے ہوئے ہیں چار جانب سے عدُو ہے گدا کا حال تجھ پر آشکارا مُو بمُو

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہر قدم پر پڑتے ہیں اس دشت میں خس پوشِ چاہ شام ہے نزدیک منزل دور میں گم کردہ راہ
اشک آنکھوں میں قلق دل میں لبوں پر آہ آہ کوئی ساتھی ہے نہ رہبر جس سے حاصل ہو پناہ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بادشا لاکھوں ہوئے کس پر چلی کس کی رہی تاج والوں کو مبارک تاج زر تختِ شہی
ظلِ دامن خاک دریاں تخت و افسر ہے یہی میں گدا ٹھہروں ترا میری اسی میں ہے بہی

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

⊙⊙⊙

نظمِ معطر

[1309ھ]

حمد

حمداً یا مفضل عبدالقادر یا ذاالافضال
یا منعم یا مجمل عبدالقادر انت المتعال
مولاے بما منت بالجود علی من دون سوال
امنن واجب سائل عبدالقادر جد بالآمال

یعنی اے فضل وکمال والے، اے عبدالقادر کو فضیلت بخشنے والے! ساری حمد تجھی کو زیبا ہے۔ اے عبدالقادر کو انعام واجمال کی دولت سے بہرہ ور کرنے والے! تیری شان بڑی بلند وبرتر ہے۔ اے مرے آقا! تُو نے ہمیشہ بلاسوال اپنے جُود وکرم کی بارش فرمائی ہے؛ لہٰذا عبدالقادر کے سوالی کی مرادیں برلا، اور اس پر اپنے فضل واِمتنان کے سائبان سدا تانے رکھ۔

صلوٰۃ

بارد ز خدا بر جد عبدالقادر
محمود خدا حامد عبدالقادر
باران درودے کہ چکیدہ ز رخش
بارد بسر سید عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے جدِ اعلیٰ پر اللہ کی طرف سے رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اور جو خدا کا محمود ہے، وہ عبدالقادر کی تعریف وتوصیف کرنے والا ہے۔ درود وسلام کی بارش جواُن کے چہرے سے ٹپکتی ہے وہ سید عبدالقادر کے سر پر برستی ہے۔

تمہید

یا رب کہ دمد سنائے عبدالقادر
ہر حرف کند ثنائے عبدالقادر
ہمزہ بردیف الف آید یعنی
خم کردہ قدش برائے عبدالقادر

یعنی اے پروردگار! عبدالقادر کے اندر سے جو روشنی نکلتی ہے اس کا ہر حرف عبدالقادر کی تعریف کرتا ہے۔اور ہمزہ جو الف کے بعد آتا ہے وہ اپنے قد کو عبدالقادر کے لیے خم کر دیتا ہے۔

ردیف الف

یا من بنساہ، جاء عبدالقادر
یا من بشناہ یا عبدالقادر
إذ أنت جعلتہ کما کنت تشاء
فاجعلنی کیف شاء عبدالقادر

یعنی اے میرے رب! تُو مجھے کھڑا کر دے عبدالقادر آ گئے ہیں ۔اے ذات تُو مجھے دوڑا، اے عبدالقادر!۔ جب تُو نے اس کو پیدا کیا جیسا کہ تُو نے چاہا پس تُو مجھے بھی کر دے جیسا کہ عبدالقادر چاہتے ہیں۔

رباعی

ربی اربی الرجاء عبدالقادر
اذ عودنا العطاء عبدالقادر
الدار و سیحۃ و ذوالدار کریم
بورنا حیث بار عبدالقادر

یعنی اے میرے رب! میری اُمیدوں کی پرورش کر دے عبدالقادر کے طفیل جب عبدالقادر کی عطا ہماری طرف لوٹ آئی ہے۔ گھر کُشادہ ہے، گھر والا کریم ہے عبدالقادر کے لیے، یہاں گھوڑے کے بوجھ کی ضرورت نہیں۔

ردیف الباء (ب)

در حشر گہ جناب عبدالقادر

چوں نشر کنی کتاب عبدالقادر

از قادریاں مجو جداگانہ خساب

مد شمر از حساب عبدالقادر

یعنی جناب عبدالقادر حشر کے میدان میں ہیں جب تُو عبدالقادر کی کتاب نشر کرے گا۔ قادریوں سے علیحدہ کر کے حساب نہ کرنا، بلکہ عبدالقادر کے حساب ہی میں ایک مشت شمار کر لینا۔

رباعی

اللہ اللہ ربّ عبدالقادر

دارد واللہ حب عبدالقادر

از وصف خدائے تو نصیب دادند

طوبیٰ لک اے محبّ عبدالقادر

یعنی اللہ اللہ عبدالقادر کا رب، بخدا وہ عبدالقادر سے محبت رکھتا ہے۔ خدا کے اوصاف میں سے تجھ کو حصہ ملا ہے، (جنتی پھل دار درخت) طوبیٰ کا پھل عبدالقادر سے محبت رکھنے والے کے لیے ہے۔

ردیف التاء (ت)

اے عاجز تو قدرت عبدالقادر

محتاج درت دولت عبدالقادر

از حرمت ایں قدرت و دولت بخشائے
بر عاجز پر حاجت عبدالقادر

یعنی اے وہ شخص! جو عبدالقادر کی قدرت واختیار کے سامنے بالکل عاجز ومجبور ہے، اور ہر لمحہ اس کے در دولت کا محتاج۔ اپنی اس عزت واحترام کے طفیل اس عاجز کو بے کراں دولت بخش دیں کہ اس کی حاجات وضروریات بے شمار ہیں۔

رباعی

تنزیل مکمل است عبدالقادر
تکمیل منزل ست عبدالقادر
کس نیست جز او در دو کنار ایں سیر
خود ختم و خود اول ست عبدالقادر

یعنی عبدالقادر مکمل قرآن پاک پر عمل پیرا ہے اور منزل کو مکمل کرنے والا ہے عبدالقادر۔ اس کے سوا کوئی نہیں سیر وسیاحت میں دونوں کناروں کی خبر رکھنے والا اس لیے عبدالقادر خود ہی اول ہے اور خود ہی آخر ہے۔

رباعی

مما لا تعلمو ست عبدالقادر
مستور ستور ہو ست عبدالقادر
می جو میگو پس آنچہ دانی کہ درست
از جستن و گفتن او ست عبدالقادر

یعنی عبدالقادر وہ ہیں جن کو تم نہیں جانتے، عبدالقادر "ہو" کے پردوں میں پوشیدہ ہیں۔ تلاش کر جو کچھ تُو درست جانتا ہے وہ بیان کر اس کے کہنے اور تلاش سے ہے عبدالقادر۔

رباعی مستزاد

وے گفت دلم کہ جان ست عبدالقادر گفتم احسنت
جان گفت کہ دین ما ست عبدالقادر گفتم انت
دیں گفت حیات من از من و گفتم ایں جملہ صفات
از ذات بگو کہ آن ست عبدالقادر گم شد من و آمنت

یعنی میرے دل نے کہا: عبدالقادر میری جان ہیں میں نے تو یہ صحیح جان کے کہا عبدالقادر میرا دین ہیں میں نے کہا میں ایمان لایا۔ اس نے کہا میری زندگی مجھ سے میں نے کہا زندگی ہی نہیں بلکہ تمام صفات زندگی تو اپنی ذات سے کہہ عبدالقادر وہ ہیں کہ مجھ سے ہیں میں اور تُو گم ہو گیا تُو ہی تُو رہ گیا۔

مستزاد دیگر

عقل و حصر صفات عبدالقادر شبکور نجوم
وہم و ادراک ذات عبدالقادر وہ شارق و بوم
عجز آنکہ بکنہ قطرہ آبے نرسید زعم آنکے رسد
تا قعریم و فرات عبدالقادر قدرت معلوم

یعنی عقل سے اس کو گھیر لینا یہ عبدالقادر کی صفات ہیں اندھیری رات اور ستاروں سے بھری رات میں حیات کو سمجھنا یہ عبدالقادر ہیں وہ اپنی سرشت میں چمکنے والے ہیں۔ آپ عاجز اتنے ہیں کہ حقیقت میں ایک قطرہ پانی کا اپنی مرضی سے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ گمان یہ ہے کہ پہنچ سکتا ہے فرات اور دریا کی گہرائی تک عبدالقادر کے پہنچ سکتا ہے مگر اس کی قدرت معلوم ہے وہ ان کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔

ردیف الثاء (ث)

دیں را اصل حدیث عبدالقادر
اہل دیں را مغیث عبدالقادر
او مـا یـنـطـق عـن الھـویٰ ایں شرحش
قرآن احمد حدیث عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا قول دین کی اصل بنیاد ہے، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کی طرح دین داروں کے لیے عبدالقادر فریادرسی کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے اللہ کے حکم کے مطابق ارشاد فرماتے ہیں اور عبدالقادر قول نبی ﷺ کی شرح کرتے ہیں۔ قرآن احمد مجتبیٰ ﷺ کی زبان ودل پر نازل ہوا اور حدیث کی وضاحت عبدالقادر کرتے ہیں۔

ردیف الجیم (ج)

اے رفعت بخش تاج عبدالقادر
پُر نور کن سراج عبدالقادر
آں تاج و سراج باز برکن یا ربّ
بستاں ز شاہاں خراج عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے تاج کو رفعت و بلندی دینے والے عبدالقادر کے چراغ کو منور و نورانی کردے۔ اے اللہ تعالیٰ! اس تاج اور چراغ کو ظاہر کر کے روشن کردے تاکہ بادشاہ اپنے محلوں، باغوں سے عبدالقادر کو خراج محصول پیش کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

ردیف الحاء (ح)

پاک ست ز باک طرح عبدالقادر
وجبی ست. بری ز جرح عبدالقادر
جرحش کہ تو اند ز کلک قدرت
احمد متن ست و شرح عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا طرزِ زندگی کسی اعتراض کے خوف سے پاک ہے۔ عبدالقادر کا حکم واجب ہے کسی جرح واعتراض سے بری ہے۔ جرح کون کر سکتا ہے قدرت کے قلم سے کیوں کہ احمد ﷺ متن اصل کتاب ہیں اور اس کی شرح تفصیل عبدالقادر ہیں۔

رباعی

اے عام کن صلاح عبدالقادر
انعام کن فلاح عبدالقادر
من سر تا پا جناح گشتم فریاد
اے سر تا پا مجاح عبدالقادر

یعنی عبدالقادر صلاح ومشورے عام کرو، عبدالقادر کے فلاح مشورے لوگوں کو انعام میں دو۔ میں سر سے پاؤں تک فریاد اور آہ وزاری کی تصویر مجسم بن گیا ہوں اور عبدالقادر سر سے پاؤں تک ہم کو تحفظ و پناہ دینے والے ہیں۔

ردیف الخاء (خ)

اے ظل الٰہ شیخ عبدالقادر
اے بندہء پناہ عبدالقادر
محتاج و گدائیم و تو ذوالتاج و کریم
شیئاً للّٰہ شیخ عبدالقادر

یعنی اے شیخ عبدالقادر! زمین پر آپ ظل الٰہی ہیں اے بندۂ خدا کو زمین پر پناہ دینے والے عبدالقادر آپ ہیں۔ میں فقیر ومحتاج ہوں اور آپ تاج شاہاں پہنے اور کریم ہیں یا شیخ عبدالقادر اللہ کے واسطے مجھے بھی کچھ عطا فرماؤ۔

رباعی

ماہ عربی اے رُخ عبدالقادر
نورے ز ربی اے رُخ عبدالقادر
امروز زدی ز پری خوبتری
بدر عجمی ھو اے رُخ عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! آپ کا چہرۂ مبارک ماہ عرب نبی کریم ﷺ کی طرح منور ہے اور رب کی

نورانی شعاعیں اے عبدالقادر آپ کے رُخ انور سے مترشح ہوتی ہیں۔آج تُو نے پری سے زیادہ خوبصورتی حاصل کی ہے اور اے عبدالقادر آپ کا رُخ مبارک عجم کا چاند ہو گیا ہے۔

ردیف الدال (د)

دین زاد کہ زاد زاد عبدالقادر
دل داد کہ داد داد عبدالقادر
ایں جاں چہ کنم سکش باد و مرا
جان باد کہ باد باد عبدالقادر

یعنی دین توشہ ہے جو پیدا کیا گیا عبدالقادر نے توشہ بنا کر دل دیا بخشش کی یہ عبدالقادر کا انصاف ہے۔میں اس جان کا کیا کروں ان کے کتے کی نذر ہے اور مجھ کو جان چاہیے اور ہوا ہو عبدالقادر کی ہوا۔

ردیف الذال (ذ)

سلطان جہان معاذ عبدالقادر
تن ملجاؤ جان ملاذ عبدالقادر
صحن آر دامانی و اماں بارد بام
آں را کہ دہد عیاذ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر پناہ گاہ جہان کے بادشاہ ہیں۔عبدالقادر جسم کی پناہ گاہ اور جان و روح کے محافظ خانہ ہیں۔صحن کے دامن کو سنوارنے والے سردی اور چھت سے امان دینے والے ہیں عبدالقادر ہی ان کو پناہ دیتے ہیں۔

ردیف الراء (ر)

پر آب بود کوثر عبدالقادر
خوش تاب بود گوہر عبدالقادر
در ظلمات و ظما آب و تابے دارم
اے حشر بیا بر در عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا حوضِ کوثر کے پانی سے لبالب بھرا ہوا ہے۔ عبدالقادر کا موتی اپنی آب وتاب میں بے مثل ہوتا ہے۔ اندھیرے میں چمکتا ہوا طاقت ور پانی میرے پاس موجود ہے اے یوم حشر پیاسوں کو عبدالقادر کے دروازے پر لا۔

رباعی

یا رب نیم از در خور عبدالقادر
دل دادہ مراں از در عبدالقادر
اے ننگ مریدے از نرفتہ بمراد
رفتن مدہ از خاطر عبدالقادر

یعنی اے اللہ! عبدالقادر کی طعام گاہ سے بھوکا خالی پیٹ والے دل دیے ہوئے کو عبدالقادر کے دروازے سے مت بھگانا۔ اے بے شرم بدنام مُرید! تُو اپنی مراد لیے بغیر مت جا۔ تُو عبدالقادر کی خاطر اس دروازے سے خالی ہاتھ مت جانے دے۔

رباعی

حس کن انوار بدر عبدالقادر
بس کن از اسرار عبدالقادر
خود قدرت قدر نا مقدر ز قد
جوئی مقدار قدر عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے دروازے کے انوار کا احساس حاصل کرنے کی قوت پیدا کر۔ عبدالقادر کے سینے کے اَسرار و رُموز تو بہت زیادہ ہیں بس تیرے لیے اتنے ہی کافی ہیں۔ تُو خود غیر مقدار قدرت کی قدر اپنی قدرت طاقت سے تلاش کرتا ہے عبدالقادر کی قدرت کتنی ہے اس کی مقدار کیا ہے تُو معلوم نہیں کر سکتا!۔

ردیف الزاء (ز)

اے فضل تو برگ و ساز عبدالقادر
فیض تو چمن طراز عبدالقادر
آں کن کہ رسد قمری بے بال و پرے
در سایہ تو سرو ناز عبدالقادر

یعنی اے رب! تیرا فضل عبدالقادر کا برگ اور ساز و سامان ہے۔ تیرا فیض عبدالقادر کے چمن کو نقش و نگار عطا کرنے والا ہے۔ اے عبدالقادر! کچھ ایسا کر کہ بے بال و پر کی قمری تیرے نازنیں سرو کے زیر سایہ پہنچ جائے۔

ردیف السین (س)

درد از در، مجلس عبدالقادر
دور ست سگ بیکس عبدالقادر
حال ایں و ہوس آنکہ چو میرم ببرم
سر بر قدم اقدس عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی مجلس کے دروازے کا درد۔ اے عبدالقادر! اس بے کس و ناچار کتے سے بہت دور ہے۔ علاج اس ہوس کا یہ ہے کہ اے عبدالقادر! تیرے قدم مقدس پر سر رکھ کر میں جان دے دوں، اور تجھ پر قربان ہو جاؤں۔

رباعی مستزاد

گفتم تاج رؤس عبدالقادر سر خم گردید
جانا روح نفوس عبدالقادر بر خود بالید
رزما او قلب فوج دیں را دل و جانست زد نوبت فتح
بزما بزما عروس عبدالقادر شاداں رقصید

یعنی میں نے کہا عبدالقادر سر کا تاج ہے اور سر کو جھکا دیا تو جان لے عبدالقادر کی روح اور نفس خود بخود بڑھے پروان چڑھے ہیں۔اس نے جان ودل کے ساتھ فوج کو دین کے لیے لڑایا تو فتح کی نوبت بجنے لگی، اور عبدالقادر کی روح دلہن بن کر ہر ہر محفل میں خوشی سے ناچی۔

ردیف الشین (ش)

بالا است بلند فرش عبدالقادر
آوردہ بفرش عرش عبدالقادر
ایں کرد کہ کرد شاہے کہ فزوذ
بالاؤ فرود عرش عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا فرش بہت بلند وبالا ہے۔عبدالقادر اس کو عرش کے فرش تک لے گیا۔اس نے اتنا اونچا اور اونچا کیا کہ مالک الملک اللہ کا عرش اس سے اونچا رہا۔یعنی اللہ کا عرش سب سے اوپر اور نیچے عبدالقادر کا تھا۔

رباعی

عرش شرف ست فرش عبدالقادر
فرش شرح ست عرش عبدالقادر
یعنی تا سر بپائے فرش نمود
سر ہا شد فرش عرش عبدالقادر

یعنی عرش سے عبدالقادر کے فرش نے شرف حاصل کیا ہے؛ کیونکہ عبدالقادر کا عرش شرح محمدی ﷺ کا فرش ہے۔یعنی پاؤں سے سر تک فرش ہی نظر آتا ہے اس کا سر بھی عبدالقادر کے عرش کا فرش ہی نظر آتا ہے۔

ردیف الصاد

فن گرچہ نہ شد بر نص عبدالقادر
جاں دارد مہر از فص عبدالقادر
گر ناقصم ایں نسبت کامل پر خوش است
کاں بندۂ رضاؔ ناقص عبدالقادر

یعنی ہنر اگرچہ عبدالقادر کے صاف بیان کرنے پر نہ ہوا؛ مگر مہر عبدالقادر کے نگینہ سے مہر کرنے سے جان دار ہوگئی ہے۔ اگرچہ میں ناقص ہوں مگر اس نسبت کامل پر خوشی ہے کہ عبدالقادر کا ناقص بندہ ایک رضا بھی ہے۔

رباعی

بالکسر منم مخلص عبدالقادر
سر بہ قدم خلص عبدالقادر
بر کسر چو رحم آر و فتحش چہ عجب
بالفتح شوم مخلص عبدالقادر

یعنی کسرہ کی مانند زیر ہوکر میں عبدالقادر کے ساتھ اخلاص ووفا نبھانے والا ہوں۔ سر سے پاؤں تک میں عبدالقادر کا مخلص دوست ہوں۔ اگر تُو کسرے کے ساتھ مخلِص ہو تو فتح میں اس کے تعجب نہیں ہے۔ اگر زبر کے ساتھ ہو خلاصی پایا ہوا ہو تب میں عبدالقادر کا آزاد شدہ غلام ہوں۔

ردیف الضاد (ض)

تمکین گلے از ریاض عبدالقادر
تلوین نمے از حیاض عبدالقادر
نور دل عارفاں کہ شب صبح نما ست
سطرے بود از بیاض عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے باغ کا قدر ومرتبہ والا پھول ہوں۔ عبدالقادر کا رنگین نمی والا حوض ہوں۔ عارفوں کے دل کا نور صبح کو ظاہر ہونے والا ہے۔ یہ دراصل عبدالقادر کے بیاض کے ایک سطر کی مانند ہے۔

ردیف الطاء (ط)

ایں جا وجہِ نشاط عبدالقادر
آں جا شمع صراط عبدالقادر
بکشادۂ دور دادۂ باد نہادہ بجود
دروازۂ صلاۃ سماط عبدالقادر

یعنی اس جگہ عبدالقادر کے خوشی کی یہ وجہ ہے، اُس جگہ عبدالقادر کے راستے میں شمع روشن ہے۔ دور کھلا ہوا ہے ہوا سخاوت سے پنکھا جھل رہی ہے، درود کا دروازہ اور عبدالقادر کے لیے دستر خوان قطار میں بچھا ہوا ہے۔

ردیف الظاء (ظ)

خوبان چو گل بوعظ عبدالقادر
اعیان رسل بوعظ عبدالقادر
پروانہ صفت جمع کہ خود جلوہ نما ست
شمع جزو کل بوعظ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے وعظ میں خوب صورت مثل گلاب کے اور قوم کے سردار عبدالقادر کے وعظ میں پہنچے ہوئے تھے۔ وہ پروانوں کی طرح جمع تھے اور خود اپنے جلوے دکھا رہے تھے عبدالقادر کے وعظ میں سب کی شمع روشن تھیں۔

ردیف العین

خود راتبہ خو از شمع عبدالقادر
مہ آزقہ بر ز شمع عبدالقادر
ایں نور و سرور شیرت از صبح ز چیست
دو دیست مگر ز شمع عبدالقادر

یعنی مقررہ اُجرت نے کہا شمع کی روشنی سے فائدہ حاصل کرا ے عبدالقادر تھوڑی خوراک روشنی کی عبدالقادر کی شمع سے لے جا۔ یہ نور اور سُرور تیرے لیے دودھ کی طرح صبح کو کیا ہے یہ عبدالقادر کی شمع کا دھواں ہے۔

رباعی

اما مگور ز شمع عبدالقادر
مہرے بنگر ز شمع عبدالقادر
کار یکہ ز خور بہ نیم مہ دیدی بین
در نیم نظر ز شمع عبدالقادر

یعنی تُو عبدالقادر کی شمع کے آگے مت چل بلکہ عبدالقادر کی شمع سے سورج کو دیکھ۔ جو کام کہ تُو نے سُورج کی روشنی یا مہینہ کی چودھویں تاریخ کو دیکھی ہے وہ عبدالقادر کی شمع کی روشنی میں ترچھی نظر سے دیکھ لے۔

رباعی

بر وحدت او رابع عبدالقادر
یک شاہد و دو سابع عبدالقادر
انجام وے آغاز رسالت باشد
اینک گو ہم تابع عبدالقادر

یعنی اس کی وحدت پر چوتھا گواہ عبدالقادر ہے، ایک اور دو گواہ ساتواں عبدالقادر ہے۔ ان مراتب کی انتہا واختتام کے بعد نبوت ورسالت کی ابتدا ہوتی ہے بس اتنا کہو کہ ان کے تابع وفرماں بردار عبدالقادر بھی ہے۔

رباعی مستزاد

واحد چو نہم رابع عبدالقادر در دامن دال
زائد چو سوم سابع عبدالقادر ہم مسکن دال
یعنی بدلائے ہفت و اوتا چہار توحید سرا
یک یک بیکے تابع عبدالقادر اندر فن دال

یعنی دال کے دامن میں ایک جیسے نو کے چوتھا عبدالقادر ہے، زائد جو تین تو ساتواں عبدالقادر جو ایک ہی مسکن میں مقیم ہیں۔ یعنی ابدال سات اور اوتا چار توحید کا نغمہ گنگنانے والے ہیں ان میں کا ہر

ایک عبدالقادر کا فرماں بردار ہے دال کے فن کے اندر۔

ردیف الغین

مے نے نور چراغ عبدالقادر
مے نے نور ز باغ عبدالقادر
ہم آب رشد ہست وہم مایہ خلد
یا ربّ چہ خوش ست ایاغ عبدالقادر

یعنی بانسری کی شراب کا نور عبدالقادر کے چراغ کے نور سے ہے۔ ہدایت کا پانی ہے اور جنت کی دولت ہے یا ربّ کتنی خوشی ہے عبدالقادر کے جام و سبُو سے۔

ردیف الفاء (ف)

عطفًا عطفًا عطوف عبدالقادر
رافًا رافًا رؤف عبدالقادر
اے آنکہ بدست تست تصرف امور
اصرف عنا الصروف عبدالقادر

یعنی مہربان مہربان عبدالقادر بہت زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ مہربان مہربان عبدالقادر بہت زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ یہ کہ معاملات کے اندر تغیر و تبدل کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا ہماری زیادتیوں کو اے عبدالقادر! آپ پھیر دیں۔

ردیف الکاف (ک)

آخر نیم اے مالک عبدالقادر
مملوک و مکین مالک عبدالقادر
مپسند کہ گویند بایں نسبت و بند
کاں بندہ فلاں ہالک عبدالقادر

یعنی میں آخری نہیں ہوں اے میرے مالک عبدالقادر! میں تیرا غلام تیری رعایا ہوں، تو میرا

مالک ہے اے عبدالقادر! تُو یہ پسند مت کر کہ لوگ بندے کو اس نسبت سے کہیں کہ یہ فلاں بندہ ہے اور اس کو ہلاک کرنے والا عبدالقادر ہے۔

ردیف اللام (ل)

نامد ز سلف عدیل عبدالقادر
ناید بخلف بدیل عبدالقادر
مثلش گر از اہل قرب جوئی گوئی
عبدالقادر مثیل عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! تیرا نام سلف بزرگوں میں "عدیل" مشہور ہے، عبدالقادر جیسا اس کا بدل بزرگوں میں نہیں آیا۔ اگر اس کا مثل اہل قرب مقربین میں تُو تلاش کرے گا تو کہے گا عبدالقادر جیسا صرف عبدالقادر ہی ہے۔

رباعی

حشر ست و توئی کفیل عبدالقادر
جاہت بہ شہ جلیل عبدالقادر
درد آ در دار عدل آمد مجرم
زود آ زود آ وکیل عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! حشر تک آپ ہی کفیل اُمت ہیں۔ اے عبدالقادر! آپ کو یہ مرتبہ اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ گناہوں کی وجہ سے عدل و انصاف کے دروازے تک مجرم آ گیا ہے جلدی تشریف لاؤ، جلدی تشریف لاؤ کیونکہ اے عبدالقادر! آپ گناہ گار مجرم کے وکیل و سفارش کرنے والے ہیں۔

ردیف المیم (م)

یا رب بجمال نام عبدالقادر
یا رب بنوال عام عبدالقادر
منکر بقصور و نقص ما قادریاں
بنگر کمال تام عبدالقادر

یعنی اے ربّ! عبدالقادر کے نام کے جمال کے طفیل عبدالقادر کی جُود وسخاوت کو عام کردے۔آپ کا انکار کرنے والے محلوں میں ہیں ہم قادری لوگوں کو دیکھ عبدالقادر کے کمال تام کا تماشا۔

رباعی

ہر صبح رہت مرام عبدالقادر
ہر شام درت مقام عبدالقادر
بگزرز سپید و سیہ قادریاں
از خرمت صبح و شام عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! ہر صبح کو تیرے راستہ میں بیٹھ کر مرادیں پاتے ہیں اور اے عبدالقادر! ہر شام کو آپ کے مقام پر قیام کرتے ہیں۔قادریوں کے سفید وسیاہ سے گزر جا،ان کو معاف کردے اے عبدالقادر! صبح وشام کے احترام میں۔

رباعی

عبدالقادر کریم عبدالقادر
عبدالقادر عظیم عبدالقادر
رحمانت ربّ و رحمت عالم اب
رحمت رحمت رحیم عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کریم ہے عبدالقادر عظیم ہے۔تیرا ربّ رحمٰن ہے تیرا باپ رحمت عالم ہے،

رحمت کر رحمت کر اے عبدالقادر تُو رحیم ہے۔

رباعی

در جود سمر اے یم عبدالقادر
صد بحر ببر اے یم عبدالقادر
دور از تو سگ تشنہ لبے می میرد
یک موج دگر اے یم عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے دریا تُو مجھے سخاوت کا افسانہ شمار کر، اے عبدالقادر کے دریا تُو مجھے سو سمندروں میں لے جا۔ تیرا پیاسا کتا تجھ سے دُور تشنہ لب مرتا ہے، اے عبدالقادر کے دریا اک دوسری موج اور بھیج دے۔

رباعی

صدیق صفت حلیم عبدالقادر
فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانند غنی کریم عبدالقادر
در رنگ علی علیم عبدالقادر

یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف رکھنے والا بُردبار عبدالقادر ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روش کی حکمت رکھنے والا عبدالقادر ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مثل عبدالقادر کریم ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رنگ میں عبدالقادر علیم (علم والا) ہے۔

ردیف النون (ن)

دستے ز دم اے ضامن عبدالقادر
در دامن جاں بامن عبدالقادر
یا ربّ چو خود ایں دامن گسترده تست
گسترده مچیں دامن عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے ضامن! میں نے ہاتھ مارا ہے اپنی جان کے دامن پر اور میرے ساتھ عبدالقادر ہیں۔ اے اللہ! جب خود تُو نے اس دامن کو بچھایا ہے تو اس بچھے ہوئے دامن عبدالقادر کے دامن کو مت اُٹھا، بچھا رہنے دے۔

رباعی

یا رب قرصے ز خوان عبدالقادر
داریم حقے بنان عبدالقادر
ایں نسبت بس کہ عاجزاں اوئیم
رحمے بر عاجزاں عبدالقادر

یعنی اے اللہ! عبدالقادر کے دسترخوان سے روٹی کی ٹکیہ عطا کر دے۔ میں بھی عبدالقادر کی روٹی پر حق رکھتا ہوں۔ بس اتنی نسبت کافی ہے کہ ہم اُن کے عاجز نمک خوار ہیں عبدالقادر کے عاجزوں پر رحم فرما۔

رباعی

جو دست بارش شان عبدالقادر
بو دست و بود ازان عبدالقادر
جنت بگداد ہند و منت نہ نہند
وہ سنت خاندان عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی وراثت کی شان کے لائق ان کی سخاوت ہے اور عبدالقادر کی اجازت دینی ان کا حق ہے وہ مجاز ہیں۔ اپنے فقیروں کو جنت دیتے ہیں اور احسان نہیں جتاتے یہ عبدالقادر کے خاندان کی سنت وطریقہ ہے۔

ردیف الواؤ(و)

خوبان خوبند نے چو عبدالقادر
شیرنیاں قند نے چو عبدالقادر
محبوباں یکدگر بہ افزائش حسن
چند و صد چند نے چو عبدالقادر

یعنی بہتروں سے بہتر ہیں مگر عبدالقادر کی مثال نہیں ہے ان کی مٹھاس قند کی طرح ہے مگر عبدالقادر کی طرح نہیں ہے۔ حسن کی فراوانی میں وہ محبوب ایک دوسرے سے بہتر ہیں زیادہ ہیں سو درجہ زیادہ ہیں مگر عبدالقادر کے مثل نہیں ہیں۔

رباعی

خواہی کاہی علو عبدالقادر
نامی سامی سمو عبدالقادر
ہشدار کہ با خدائے خود می جنگی
مت غیظا اے عدو عبدالقادر

یعنی کسی کی خواہش کے مطابق گھٹنے سے بلند ہے عبدالقادر مشہور، بڑھنے والا، اُونچا عبدالقادر کی رفعت سب سے ہے۔ ہوش میں رہ کہ تُو اپنے خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہے تُو اپنے غصہ میں مرجاے عبدالقادر کے دشمن!۔

رباعی

مہ فرش کتاں در دو عبدالقادر
خود شپرہ ساں در جو عبدالقادر
آشفتہ مہ و شیفتہ می گردد مہر
در جلوۂ ماہ نو عبدالقادر

یعنی کتان میں وہ چادر ہے جو چاند کی روشنی میں پھٹ جاتی ہے عبدالقادر وہ چاند ہیں کہ ان

کے چلنے سے کتان کا فرش پھٹ جاتا ہے۔عبدالقادر کی فضا میں سورج شپرہ (چمگاڈر) کی طرح دوڑتا ہے۔ چاند فریفتہ عاشق ہے اور سورج مدہوشی کی حالت میں ان کے گرد گھومتا ہے عبدالقادر نئے چاند کی نئی چاندنی میں۔

ردیف الہاء (ہ)

حمداً لک اے الٰہ عبدالقادر
اے مالک و بادشاہ عبدالقادر
اے خاک براہ تو سر جملہ سراں
کن خاک مرا براہ عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے خدا تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، اے عبدالقادر کے مالک اور بادشاہ، اے خاک! تمام انسانوں کے سر تیرے اوپر سجدہ ریز ہیں میری خاک کو عبدالقادر کے راستہ میں ڈال دے تاکہ ان کے پاؤں میں آئے۔

رباعی

بے جان و بجانم شہ عبدالقادر
کس جز تو ندانم شہ عبدالقادر
بد بودم و بد کردم و بر نیکی تو
نیک ست گمانم شہ عبدالقادر

یعنی میں بے جان ہوں کسی جگہ پر نہیں ہوں شاہ عبدالقادر میں تیرے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ اے شاہ عبدالقادر! میں بُرا تھا بُرائی کی تیری نیکی پر بھروسہ کر کے میرے گمان میں تُو نیک ہے اے شاہ عبدالقادر!۔

رباعی

بہر سر ہو تجلیہ عبدالقادر
ہم تجلیہ را تحلیہ عبدالقادر
بر متن متین احدیت احمد
شرح ست و بران منہیہ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر ''ہو'' کی تجلی کے سرے پر ہیں اس کے جلال کو عبدالقادر جمال و مٹھاس میں بدلوا لیتے ہیں۔ احدیت کے مضبوط متن پر احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں اس کا علم رکھتے ہیں اور اس کی شرح اس پر عبدالقادر خبر دینے (روکنے) والے ہیں۔

رباعی

از عارضہ نیست وجہ عبدالقادر
ذاتی ست ولائے وجہ عبدالقادر
ہر کس شدہ محبوب بوجہ صفتے
عبدالقادر بوجہ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا یہ طریقہ کسی عارضی وجہ سے نہیں ہے، عبدالقادر کی محبت کی وجہ طریقہ ذاتی ہے۔ ہر آدمی کسی صفت کی وجہ سے محبوب ہے مگر عبدالقادر عبدالقادر ہونے کی وجہ سے محبوب ہیں۔

رباعی

خور نورستد از رہ عبدالقادر
ہم ازن طلوع از شہ عبدالقادر
ماہ است گدائے در مہر و ایں جا
مہر ست گدائے مہ عبدالقادر

یعنی سورج' عبدالقادر کی راہ سے نورانیت لیتا ہے اور شاہ عبدالقادر کی اجازت سے طلوع ہوتا ہے۔ چاند گدا ہے سورج کے در کا اس جگہ عبدالقادر کے گھر کے چاند کا سورج فقیر ہے۔

رباعی مستزاد

ہر اوج ترقی شدہ عبدالقادر تا نام خدا
خیمہ مستزل زدہ عبدالقادر ناس اندد ہدیٰ
بالجملہ بقرآن رشاد و ارشاد در بدو و ختام
بسم اللہ و ناس آمدہ عبدالقادر حمد ست ابدا

یعنی عبدالقادر ترقی کی بلندیوں پر ہیں خدا کا نام لینے تک خیمہ سے نازل ہوا عبدالقادر لوگوں کی ہدایت وراہبری کے لیے۔ حاصل کلام قرآن کا آسانی سے راستہ دکھانے والا بدوں کو مہر لگانے والا بسم اللہ سے والناس تک عبدالقادر ہدایت کے لیے تشریف لائے ہیں اور ہمیشہ اس کی تعریف کرتے رہے ہیں۔

ردیف الیاء (ی)

اے قادر و اے خدائے عبدالقادر
قدرت دہ دست ہائے عبدالقادر
بر عاجزی ما نظر رحمت کن
رحم اے قادر برائے عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے قادر خدا عبدالقادر کے ہاتھوں بازوؤں کو قدرت دے۔ ہماری عاجزی انکساری پر رحمت کی نظر فرما اے قادر مطلق رحم کر عبدالقادر کے طفیل۔

رباعی

جان بخش مرا بپائے عبدالقادر
جا بخش تہ لوائے عبدالقادر
از صد چو رضا گزشتہ از بہر رضاش
ایں ہم بعلم برائے عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے قدموں کے طفیل مجھے جاں بخشی عطا ہو۔ عبدالقادر کے سایہ تلے جگہ عطا فرما۔ احمد رضا جیسے سینکڑوں گزرے ہیں اس کو راضی کرنے کے لیے یہ بھی عبدالقادر کے طفیل ان کے علم

میں لا۔

رباعی

عین آمدہ ابتدائے عبدالقادر
از رویت امر رائے عبدالقادر
از رویت او عین مرا روشن کن
روشن کن عین و رائے عبدالقادر

یعنی ابتدا میں عبدالقادر عین ذات آیا، تیرے دیدار کا حکم ہے عبدالقادر کی رائے میں، اس کے دیدار سے میری آنکھوں کو روشن کر میری آنکھوں کو اور عبدالقادر کی رائے کو روشن کر۔

رباعی

عید یکتا لقائے عبدالقادر
دُر بار و دُر عطائے عبدالقادر
عبدا بہ لقائے او چو ہمزہ گم شد
تا در یابی بپائے عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی ہمت بے مثال و لا ثانی ہے عبدالقادر موتی برساتا اور موتی دیتا ہے۔ اے بندے تُو اس کی ملاقات سے ہمزہ کی طرح گم ہو گیا یہاں تک کہ تُو نے عبدالقادر کے پاؤں میں موتی پا لیا۔

رباعی

دل حرف مزن سوائے عبدالقادر
حاجت داند عطائے عبدالقادر
پیشش ہم از و شفیع انگیز و بگو
عبدالقادر برائے عبدالقادر

یعنی اے دل عبدالقادر کے سوا کوئی حرف زبان پر مت لا، عبدالقادر کی عطا اور سخاوت تیری ضرورت و طلب کو جانتی ہے۔ اس کے سامنے اسی سے شفاعت کرا اور کہہ اے عبدالقادر عبدالقادر کے

واسطے دو۔

رباعی مستزاد

اُفتادہ در اوّل ہدایت باساں الصادق طلب
گر دیدہ بآخر تجسس خنداں سین سان بطرب
یعنی شہ جیلان زشہاں بس کہ ہمونست در مصحف قرب
بسم اللہ و ناس را شروع و پایاں الحمد الرب

یعنی طلب صادق کی وجہ سے شروع میں ہدایت آسان معلوم ہوئی اور آخر میں تجسس کی وجہ سے ہنستا ہوا واپس چلا گیا۔ یعنی جیلان کا بادشاہ بادشاہوں میں بس کہ یہی ہے مقربین کے صحیفہ میں بسم اللہ سے والناس اور تمام تعریف ربّ العالمین کے لیے ہے۔

⊙⊙⊙

تمام شد

اُستاذِ زمن، شہنشاہِ سخن، برادرِ اعلیٰ حضرت
مولانا حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی نُوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
پر تحقیقی کام کا آغاز

آبروے سخن، اُستاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی - رحمہ اللہ ورضی عنہ - (م1326ھ ..... 1908ء) کی شخصیت شعروشاعری کی جہت سے ایک معتبر حوالہ کا درجہ رکھتی ہے؛ لیکن آپ کے قلم سیال نے نثر وبیان کے آفاق پر کتنے مہ وخورشید اُجالے ہیں اس کا علم' خال ہی خال لوگوں کو ہے۔

ایک ایسی شخصیت جو خود بھی فاضل وکامل ہو، باپ بھی علم وتحقیق کا نیر تاباں ہو، دادا بھی فضل وکمال کا سرچشمہ ہو، اور پھر بھائی کا کیا کہنا! اُسے نہ صرف ملک سخن بلکہ اقلیم علم وحکمت کی شاہی عطا ہوئی ہو، اور وہ جدھر رُخ کرتا فیض وتحقیق کی نہریں بہا دیتا اور دلوں پر سکے بٹھا کے رکھ دیتا، یعنی جس خانوادے میں صدیوں فکر وآگہی، معرفت وبصیرت اور فقہ وافتا کی آبیاری ہوتی رہی، ظاہر ہے ایسے نور بار اور علم زار ماحول کا پروردہ 'اُستاذِ زمن' نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا!۔

علامہ حسن رضا خاں بریلوی نے مختلف موضوعات پر درجن بھر کتابیں اپنے پیچھے یادگار چھوڑی ہیں، جو ہماری کوتاہیوں کے باعث اشاعت اوّل کے بعد مدتوں سے پردۂ خمول میں پڑی ہوئی تھیں مگر اللہ عزوجل کے فضل واحسان سے اب ان نادر ونایاب کتابوں پر تحقیق تکمیل کے مراحل میں ہے اور ان شاء اللہ اس کام سے مولانا حسن رضا کی شخصیت کی متعدد جہتیں نکھر کر سامنے آئیں گی، ماضی کی غفلتوں کا ازالہ ہوگا۔

یہ تاریخی کام تین (3) جلدوں پر مشتمل ہوگا، تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ کلیاتِ حسن: اُستاذِ زمن، شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا حسنؔ علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے نادر ونایاب حمدیہ، نعتیہ وغزلیہ کلام کا مجموعہ۔ ذوق نعت مع اضافی کلام، جدید ترتیب وتخریج، حواشی وحل لغات کے ساتھ۔

2۔ رسائلِ حسن: مولانا حسن رضا خان کے نادر ونایاب رسائل، تقاریظ ودیگر تحریرات کا مجموعہ جدید ترتیب وتخریج کے ساتھ۔

3۔ جہانِ حسن: مولانا حسن رضا کے شخصی خصائل، سیرت وکردار، دینی خدمات اور آپ کی کتب پر لکھے گئے تحقیقی مقالات کا مجموعہ۔

کاوش

علامہ محمد افروز قادری، ساؤتھ افریقہ

محمد ثاقب رضا قادری، پاکستان

{ان شاء اللہ 2012ء میں تینوں جلدیں زیور طباعت سے آراستہ ہوجائیں گی۔}

دافع الاوہام فی محفل خیر الانام
محفل میلاد کیا اور کیوں؟
مصنف
امداد اللہ مہاجر مکی
محمد ثاقب رضا قادری
مکتبہ اعلیٰ حضرت

بہجۃ الاسرار ماخذ امام الاولیاء

اہل علم کی نظر میں

☆ امام اجل شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اجلہ محدثین وعلمائے قرأت سے تھے اپنی کتاب "طبقات القراء" میں فرماتے ہیں: میں نے کتاب "بهجة الاسرار" مصر میں خزانہ شاہی سے حاصل کر کے "شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ" سے جو کہ اکابر "مشائخ مصر" سے ہیں پڑھی ہیں اور انہوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی۔

☆ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "زبدۃ الآثار" میں فرماتے ہیں:

ایں کتاب بهجة الاسرار کتابے عظیم شریعت و مشهور است

یعنی یہ کتاب "بهجة الاسرار" عظیم، شریعت اور مشہور کتاب ہے

نیز اپنی کتاب "صلوٰۃ الاسرار" میں فرمایا: کتاب عزیز جو "بهجة الاسرار و معدن الانوار" قابل اعتبار، پختہ اور مشہور ومعروف ہے اس کتاب کے مصنف مشہور علماء ومشائخ میں سے ہیں۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے "زبدۃ الآثار" کے نام سے اس کی مختصر "تلخیص" فرمائی۔ جبکہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان نے منقبت غوثیہ کے ایک شعر میں اس کتاب کے نام اور مضمون کا ذکر کچھ یوں فرمایا:

"بهجت" اس "سر" کی ہے جو "بهجة الاسرار" میں ہے

کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

یعنی مجھے خوش کن رازوں پر مشتمل کتاب "بهجة الاسرار میں موجود اس "سر" (راز) کو جان کر نہایت خوشی ہے کہ آپ کا (غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کا ظل عاطفت ہم مریدوں کے سروں پر ہے۔

نیز آپ اپنی کتاب "طرد الافاعی عن حمی هاد رفع الرفاعی" میں فرماتے ہیں:

"مناقب غوثیہ" میں کتاب بهجة الاسرار سے اکابر ائمہ نے استناد کیا اور کتب احادیث کی طرح اس کی اجازتیں لیں، دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار "علو اسانید" اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں "موطا امام مالک" کا ہے اور کتب مناقب اولیاء میں "باعتبار صحت اسانید" اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں "صحیح بخاری" کا بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی ہوتی ہیں مگر اس میں کوئی روایت شاذ نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف صحت حدیث کا التزام کیا ہے اور امام جلیل نے صحت وعدم شذوذ دونوں کا۔

الحاصل یہ کہ یہ کتاب ہر دور میں مقبول رہی ہے علماء ومحدثین باقاعدہ اس کی اجازت حاصل کرتے کیونکہ یہ کتاب احوال غوث اعظم میں بے مثل و بے نظیر اور بنیادی مأخذ کی حامل ہے اور اس کا اسلوب "بطرز حدیث بسند متصل" ہے۔